http://www.Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۱۴ تا ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۱۹ھ بمطابق ۵ تا ۱۱ مارچ ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۴۱

حیاتِ مسیح علیہ السلام

مِرزا قادیانی اور اُس کے پیروکاروں کی تحریروں کے آئینے میں

اِنسانی حقوق کا چارٹر اور اسلامی نظام

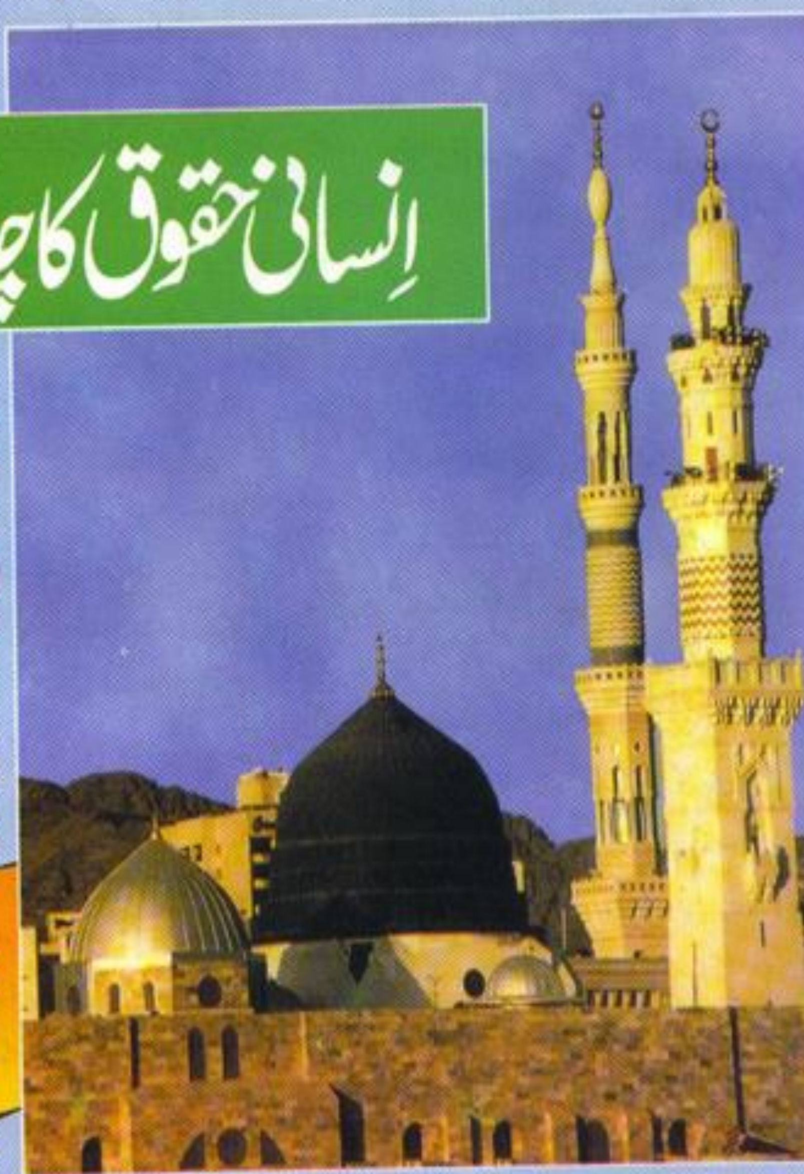

چھ سو امریکی خواتین کا قبولِ اسلام

نومسلم امینہ جنان کی ایمان افروز سرگزشت

واقعاتی جائزہ

عبدالمجید سالک قادیانی تھا

فتنۂ پرویزیت پر صدر اور وزیراعظم پاکستان کے نام کُھلا خط

قیمت: ۵ روپے

حج کے ایام میں دوسرے کو تلبیہ کہلوانا :

س :...... حج کے ایام میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ بس میں سوار ایک آدمی تلبیہ پڑھتا ہے اور باقی اس کی تکرار کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے ؟

ج :...... عوام کی آسانی کے لئے اگر ایسا کیا جاتا ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ورنہ آواز میں آواز ملا کر تلبیہ نہ کہا جائے۔

ان پڑھ والدین کو حج کس طرح کرائیں :

س :...... زید حج کرنا چاہتا ہے، ساتھ ہی اپنے والد اور والدہ کو بھی حج کروانا چاہتا ہے لیکن دونوں ماں باپ بالکل ان پڑھ ہیں۔ سورۃ فاتحہ تک صحیح نہیں آتی کوشش کے باوجود سکھانا نا ممکن ہے۔ آیا اس صورت میں حج کے لئے زید اپنے والدین کو ساتھ لے جائے ؟ حج صرف نام کے لئے تو نہیں ہو گا ازراہ کرم تفصیل سے سمجھایئے۔

ج :...... حج میں تلبیہ پڑھنا فرض ہے اس کے بغیر احرام نہیں بندھے گا۔ ان کو تلبیہ سکھا دیا جائے، حج ان کا ہو جائے گا اور اگر ان کو تلبیہ کے الفاظ یاد نہیں ہوتے تو کم سے کم اتنا تو ہو سکتا ہے کہ احرام باندھتے وقت ان کو تلبیہ کے الفاظ کہلوا دیئے جائیں۔ اور وہ آپ کے ساتھ ساتھ کہتے جائیں۔ اس سے تلبیہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔

حرم اور حرم سے باہر صفوں کا شرعی حکم :

س :...... حرم میں اور حرم کے باہر نماز کی صفوں کے بارے میں کیا حکم ہے ؟ حرم میں بھی صفوں کے درمیان خاصا فاصلہ ہوتا ہے اور حرم میں جگہ ہونے کے باوجود حرم کے باہر بھی نماز ہوتی ہے۔ حرم کے باہر ۳، ۴ سو گز بلکہ زیادہ فاصلہ تک کوئی صف نہیں ہوتی سڑک مسقلہ میں صفیں قائم کرلی جاتی ہیں کیا ان صفوں میں شامل ہونے سے نماز ادا ہو جاتی ہے ؟

ج :...... حرم شریف میں تو اگر صفوں کے درمیان فاصلہ ہو تب بھی نماز ہو جائے گی اور حرم شریف سے باہر اگر صفیں متصل ہوں درمیان میں فاصلہ نہ ہو تو نماز صحیح ہے اور اگر درمیان میں سڑک ہو یا زیادہ فاصلہ ہو تو نماز صحیح نہیں۔

حج کے دوران عورتوں کیلئے احکام :

س :...... میرا اسی سال حج کا ارادہ ہے مگر میں اس بات سے بہت پریشان ہوں کہ اگر حج کے دوران عورتوں کے خاص ایام شروع ہو جائیں تو کیا کرنا چاہئے اور مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کا حکم ہے، اس دوران اگر ایام شروع ہو جائیں تو کیا کیا جائے ؟

ج :...... آپ کی پریشانی مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ہے، حج کے افعال میں سوائے بیت اللہ شریف کے طواف کے کوئی چیز ایسی نہیں جس میں عورتوں کے خاص ایام رکاوٹ ہوں۔

اگر حج یا عمرہ کا احرام باندھنے سے پہلے ایام شروع ہو جائیں تو عورت غسل یا وضو کر کے حج کا احرام باندھ لے، احرام باندھنے سے پہلے جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، وہ نہ پڑھے۔ حاجی کے لئے مکہ مکرمہ پہنچ کر پہلا طواف (جسے طواف قدوم کہا جاتا ہے) سنت ہے اگر عورت خاص ایام میں ہو تو یہ طواف چھوڑ دے، منیٰ جانے سے پہلے اگر پاک ہو گئی تو طواف کر لے ورنہ ضرورت نہیں اور نہ اس پر اس کا کفارہ ہی لازم ہے۔

دوسرا طواف دس تاریخ کو کیا جاتا ہے جسے طواف زیارت کہتے ہیں، یہ حج کا فرض ہے۔ اگر عورت اس دوران خاص ایام میں ہو تو طواف میں تاخیر کرے۔ پاک ہونے کے بعد طواف کرے۔

تیسرا طواف مکہ مکرمہ سے رخصت ہونے کے وقت کیا جاتا ہے، یہ واجب ہے لیکن اگر اس دوران عورت خاص ایام میں ہو تو اس طواف کو بھی چھوڑ دے، اس سے یہ واجب ساقط ہو جاتا ہے، باقی منیٰ، عرفات، مزدلفہ میں جو مناسک ادا کئے جاتے ہیں، ان کے لئے عورت کا پاک ہونا کوئی شرط نہیں۔

اور اگر عورت نے عمرہ کا احرام باندھا تھا تو پاک ہونے تک عمرہ کا طواف اور سعی نہ کرے اور اگر اس صورت میں اس کو عمرہ کے افعال ادا کرنے کا موقع نہیں ملا کہ منیٰ کی روانگی کا وقت آگیا تو عمرہ کا احرام کھول کر حج کا احرام باندھ لے اور یہ عمرہ جو توڑ دیا تھا اس کی جگہ بعد میں عمرہ کر لے۔

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں پڑھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، عورتوں کے لئے نہیں، عورتوں کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں بھی مسجد کے بجائے اپنے گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے اور ان کو مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

عرفات کے میدان میں ظہر و عصر کی نماز قصر کیوں کی جاتی ہے :

س :...... یوم الحج یعنی ۹ ذوالحجہ کو مقام عرفات میں مسجد نمرہ میں جو ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی جاتی ہیں وہ ہمیشہ قصر کیوں پڑھی جاتی ہیں ؟ جبکہ مکہ معظمہ سے عرفات کے میدان کا فاصلہ تین چار میل ہے اور قصر کے لئے مقام قیام سے ۴۸ میل یا ایسے ہی کچھ فاصلے کا ہونا ضروری ہے ؟

ج :...... ہمارے نزدیک عرفات میں قصر صرف مسافر کے لئے ہے، مقیم پوری نماز پڑھے گا۔ سعودی حضرات کے نزدیک قصر مناسک کی وجہ سے ہے، اس لئے امام خواہ مقیم ہو قصر ہی کرے گا۔

O

ہفت روزہ ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۱۴ تا ۲۰ ذیقعدہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۵ تا ۱۱ مارچ ۱۹۹۹ء | شمارہ ۴۱

بیاد:

☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ
☆ نفیس احسان احمد شجاع آبادی ؒ
☆مولانا محمد علی جالندھری ؒ ☆مولانا لال حسین اختر ؒ
☆مولانا سید محمد یوسف بنوری ؒ
☆مولانا محمد حیات ؒ ☆مولانا مفتی احمد الرحمن ؒ
☆مولانا محمد شریف جالندھری ؒ

سرپرست: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
مولانا عبدالرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائیٹل ڈیزائن: خرم
کمپیوٹر کمپوزنگ: فیصل عرفان

اس شمارے میں

قادیانیت کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں (اداریہ)		4
حیات مسیح علیہ السلام	(حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی)	6
انسانی حقوق کا چارٹر اور اسلامی نظام	(مولانا محمد زاہد الراشدی)	11
عبدالمجید سالک قادیانی تھا ـــ واقعاتی جائزہ	(حضرت مولانا اللہ وسایا)	13
فتنہ پرویزیت پر صدر اور وزیر اعظم کے نام کھلا خط	(عبدالخالق بھٹی)	20
چھ سو امریکی خواتین کا قبول اسلام	(امینہ جنان)	22
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیاں		25

زر تعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر۔ یورپ افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۲۵ روپے سہ ماہی: ۷۰ روپے

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بنک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹۔ ۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲۔۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN LONDON. SW9. 9HZ. U.K. PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانیت کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں

قادیانیت کے سلسلے میں ہم بارہا ان سطور کے ذریعہ لکھ چکے ہیں کہ مکروفریب اور جھوٹ اور بددیانتی میں اس گروہ نے مسیلمہ کذاب کا بھی ریکارڈ توڑ دیا اور اب تک جن لوگوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا ہے اس میں اس فتنہ کو دجل و تلبیس میں اہمیت حاصل ہے' یہی وجہ ہے کہ اپنے دجل و فریب کی وجہ سے وہ آج تک کسی نہ کسی انداز میں چلا آرہا ہے اور اس گروہ کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں کی تباہی ہے۔ امریکہ' برطانیہ اور مغرب کی حمایت و سرپرستی میں یہ فتنہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتا۔ اس کی اسلام دشمنی کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ جب بھی بھی مسلمانوں کو تکلیف پہنچی اس گروہ نے خوشیاں منائیں۔ ترکی میں جب خلافت عثمانیہ ختم ہوئی تو مرزا غلام احمد قادیانی نے خوشیاں منائیں' انگریزوں کے دور حکومت میں جب مسلمان جدوجہد آزادی کے لئے جانیں قربان کر رہے تھے اور انگریز ظلم و ستم کے ذریعہ مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور پادریوں کے غول کے غول مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر قسم کے حربے اختیار کر رہے تھے اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی انگریزی حکومت کو خدا کی رحمت اور ملکہ برطانیہ کو اللہ کا سایہ قرار دے رہے تھے اور جہاد کو حرام قرار دے رہے تھے' پاک و ہند کی تقسیم کے وقت مسلمان اس کوشش میں تھے کہ زیادہ سے زیادہ علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ثابت کریں تاکہ وہ علاقے پاکستان کے ساتھ شامل ہوں اور قادیانی اس وقت انگریز حکومت کو خط لکھ رہے تھے کہ مردم شماری میں ان کا نام مسلمانوں کی فہرست میں درج نہ کریں' مقصد یہ تھا کہ کسی طرح مسلمانوں کی اکثریت ثابت نہ ہو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا' قیام پاکستان کے بعد مسلمان پھر سے اپنے خون و جگر سے پاکستان کی آبیاری کر رہے تھے اور پاکستان کو مضبوط بنانے کی فکر میں تھے تو قادیانی گروہ کے بدمعاش سربراہ مرزا بشیر الدین محمود اعلان کر رہے تھے کہ "فکر نہ کرو عنقریب ہمیں پھر قادیان واپس ملنے والا ہے اور اکھنڈ بھارت کا خواب اور پیشگوئی پوری ہونے والی ہے اور وصیت کر رہے تھے کہ ہم اپنی لاشیں امانتاً دفن کریں کیونکہ سب کو قادیان منتقل ہونا ہے۔" اس مرحلہ میں ناکامی ہوئی اور اکھنڈ بھارت کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے کی کوئی صورت نظر نہ آئی مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ "اہم اسامیوں پر انگریزوں کی حمایت سے پہنچ جاؤ" اور قادیانی وزیر خارجہ کو حکم دیا کہ "وزارت خارجہ کو قادیانیت کے لئے وقف کرو اور پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنانے کی تیاری شروع کردو" اور مرزا بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ "۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ پاکستان قادیانی اسٹیٹ بن جائے۔" قادیانی وزیر خارجہ جہاں جاتا قادیانیت کی تبلیغ کرتا اور پاکستان کو کسی صورت میں کامیاب ہونے نہیں دیتا اسی وقت کی خراب خارجہ پالیسی نے آج تک پاکستان کو تباہی کے دروازے پر کھڑا کیا ہوا ہے۔ قائد اعظم محمد علی جناح کا انتقال ہوا تو پوری قوم سوگوار ہے اور نماز جنازہ پڑھنے کے لئے بے تاب اور ظفر اللہ قادیانی اگلی صف میں ہو کر نماز جنازہ ادا نہیں کرتا اور اپنے منہ سے بولے باپ کو کافر قرار دے کر نماز جنازہ سے انکار کر دیتا ہے' قائد ملت لیاقت علی خان نفاذ شریعت کا مطالبہ پورا کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور قادیانی گروہ ان کو جلسہ عام میں شہید کروا دیتے ہیں۔ ۶۵ء کی جنگ ہوئی تو پوری قوم ہندوستان کے خلاف سینہ سپر ہے' قادیانی گروہ پاکستان کی ناکامی پر خوشیوں کا اظہار کرتا ہے' ۷۱ء میں ڈھاکہ اور مشرقی پاکستان کی سقوط ہمارے جنرل یحییٰ خان کی بدولت ہوتا ہے' پوری قوم سوگوار اور خون کے آنسو رو رہی ہے' قادیانیوں کے یہاں ربوہ میں خوشی منائی جاتی ہے اور گھی کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ چند نام نہاد شیطان امام مہدی کی آڑ لے کر بیت اللہ شریف پر قابض ہوتے ہیں' پوری امت مسلمہ نوحہ کناں ہے' قادیانی خوشی کے شادیانے بجاتے ہیں۔ گزشتہ دنوں پاکستان بحران میں مبتلا ہوتا ہے' اندیشہ ہوتا ہے کہ عدلیہ' انتظامیہ' حکومت تصادم سے کہیں ملک نہ ٹوٹ جائے' نظام درہم برہم نہ ہو جائے' پوری قوم مضطرب ہے' مرزا طاہر لندن سے بغوات بکتا ہے کہ پاکستان کے خلاف بددعاؤں کی قبولیت کا وقت آگیا اب پاکستان والے اپنے انجام کو پہنچنے والے ہیں' عراق اور کویت کی لڑائی ہوئی تو قادیانی خوشیاں مناتے ہیں' جنرل ضیاء الحق مرحوم شہید ہوئے تو قادیانی خوشیاں مناتے ہیں کہ ہمارے خلاف آرڈیننس جاری کرنے والے اپنے انجام کو پہنچ گئے' ذوالفقار علی بھٹو کو پھانسی ہوئی تو مرزا غلام احمد قادیانی کی ناجائز ذریت اعلان کرتی ہے کہ ہمارا دشمن کتے کی موت مر گیا۔

غرض مرزا غلام احمد قادیانی سے لے کر آج تک پاکستان یا عالم اسلام کو نقصان پہنچانے والا کونسا ایسا وقت ہے جس میں قادیانیوں نے خوشیوں کا اظہار نہ کیا ہو اور اس عزم کا اظہار نہ ہو کہ مسلمان تباہ ہو جائیں۔ چند سال پہلے رمضان میں مرزا طاہر نے اپنی پوری ذریت کو حکم دیا کہ وہ پورے رمضان المبارک کو اس کام کے لئے وقف کر دیں کہ پاکستان اور علماء اسلام کے لئے بددعائیں کرتے رہیں کہ وہ تباہ ہو جائیں۔ گویا رمضان المبارک کا مقدس مہینہ قادیانیوں نے مسلمانوں اور پاکستانیوں کو کوسنے اور بددعائیں کرتے ہوئے گزارا' یہ قادیانیوں کی مسلمان اور اسلام دشمنی کی معمولی سی جھلک ہے ورنہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کے کتنے دشمن ہیں اس کے لئے آپ ان لوگوں کے احوال پڑھیں

جنہوں نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کیا۔ قادیانیت کی اسلام دشمنی کے لئے یہی کافی ہے کہ اسرائیل میں ان کا دفتر ہے اور ان کو تبلیغ کی اجازت ہے۔ برطانیہ اسلام کے نام پر تمام سہولتیں قادیانیوں کو دیتا ہے امریکہ نے اپنی معاشی امداد کی بحالی کے لئے شرط عائد کی کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترامیم واپس لی جائیں۔ یہ تو قادیانیوں کی اسلام دشمنی کا حال ہے اس کے علاوہ برطانیہ' یورپ اور امریکہ میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے خلاف اتنا پروپیگنڈہ کیا ہے کہ وہ پاکستان کو امتیازی قوانین والا ملک شمار کرنے لگے ہیں۔ دوسری طرف ہمارے حکمرانوں اور نام نہاد دانشوروں کا حال ملاحظہ فرمایئے اور اتنے عظیم دشمنوں کے ساتھ ان کی مروت کا حال دیکھئے:

قادیانیوں کو ابتدا سے ہی بڑے بڑے عہدوں پر فائز کیا گیا' وزیر خارجہ قادیانی بنایا گیا' افواج کے حساس محکموں میں ان کو بھرتی کیا گیا' ڈاکٹر عبدالقدیر سے پہلے پوری ایٹمی قوت قادیانیوں کے حوالے کی گئی' جنرل یحییٰ خان' صدر ایوب خان نے اپنے مشیر قادیانی رکھے جنہوں نے نہ صرف ان کو تباہ کیا بلکہ پاکستان کو تباہ کیا' ان کو ربوہ کی زمین مفت فراہم کی' جہاں ان کی اپنی اسٹیٹ بن گئی' وزارت خارجہ کو قادیانیت کے لئے وقف کر دیا' تمام سفارت خانوں میں قادیانیوں کو بھرتی کیا' قادیانیوں کو بڑی بڑی عبادت گاہیں مسجد کی شکل میں بنانے کی اجازت دی گئی اسرائیل کے ساتھ تعلقات کے باوجود کوئی کارروائی ان کے خلاف نہیں کی گئی' ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اہم مقامات پر ان کو تعینات کیا' ضیاالحق مرحوم نے گورنر قادیانی بنائے' نواز شریف نے اپنا ذاتی معالج قادیانی بنایا' قادیانی وکیل کو احتساب بیورو میں مقرر کیا' ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی جس نے پاکستان کو لعنتی ملک قرار دیا اس کی یاد میں ٹکٹ جاری کئے گئے اس وقت قادیانیوں کو اتنی رعایت کہ وہ سر عام کلمہ طیبہ تو ہین کر کے کلمہ طیبہ کی توہین کر رہے ہیں' لیکن کوئی قانون حرکت میں نہیں آتا' مسلمانوں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ قادیانیوں کی اسلام دشمنی پر کوئی آواز بلند نہ کریں' کیا کوئی شخص جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں سے اس قسم کی رعایت اور مروت کر سکتا ہے؟ ہم یہ نہیں کہتے کہ قادیانیوں کو ظلم کا نشانہ بنایا جائے یا اس کو اس ملک میں رہنے نہیں دیا جائے' لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا اتنا تو تقاضہ ہے کہ جو لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے دشمن ہوں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی جھوٹے نبی کو مانتے ہوں ان کے ساتھ مروت نہ کی جائے' بے جا رعایت نہ کی جائے ان کو تبلیغ کی اجازت نہ دی جائے ان کو عبادت خانے بنانے کی اجازت نہ دی جائے ان کو قانون کا پابند کیا جائے ان کو کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کی توہین کی اجازت نہ دی جائے' مقدمات میں ان کی بے جا رعایت نہ کی جائے' ہم صرف قانون کی پابندی کا مطالبہ کرتے ہیں اور کچھ نہیں۔ مسلمانوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے لئے اتنی قربانی تو دینی چاہئے۔ بس یہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا مطالبہ ہے۔

مفتی محمد انور شاہ کے والد مولانا محمد اکبر کی رحلت

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے سابق ناظم' جمعیت علماء اسلام فقہی کونسل کے چیئرمین مفتی محمد انور شاہ صاحب کے والد محترم و ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد اکبر صاحب دار فانی سے دار بقا کی طرف تشریف لے گئے۔ مولانا محمد اکبر صاحب دہلی سے فارغ التحصیل تھے' حضرت مولانا محمد ادریس میرٹھی اور دیگر بڑے بڑے علماء کرام سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے خصوصی تعلق تھا اس نسبت کی وجہ سے مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت زیادہ عقیدت مند تھے' دو سال دہلی میں پڑھایا پھر ڈیرہ اسمٰعیل خان تشریف لے آئے اور مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تدریس کا سلسلہ شروع کیا' زندگی بھی تدریس میں گزار دی' گزشتہ کئی سال سے اپنے مدرسہ البنات میں بڑی کتابوں کی تدریس میں مشغول تھے' ہزاروں تلامذہ نے آپ سے استفادہ کیا' بڑے صاحبزادے مفتی محمد انور شاہ صاحب قاسم العلوم میں استاذ حدیث تھے' آج کل اپنے مدرسہ میں تدریس کر رہے ہیں اور مفکر اسلام مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کی شرح ترمذی پر کام کی تکمیل کر چلے ہیں' جبکہ مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ پر کام شروع کر دیا ہے اور جمعیت علماء اسلام کے فقہی کونسل کے چیئرمین ہیں جبکہ چھوٹے صاحبزادے مولانا شیخ احمد خان بحرین میں دینی خدمات میں مصروف ہیں اور "ادارۂ اکتشاف اسلام" کے نام سے غیر مسلموں کو مسلمان بنانے اور عالم اسلام کو اسلام کی حقانیت کے بارے میں آگاہ کرنے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ دونوں صاحبزادے والد کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ' حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' جمعیت علماء اسلام کے قائد مولانا فضل الرحمٰن' مولانا عبدالغفور حیدری' مولانا عبدالغنی' حافظ حسین احمد' مفتی محمد جمیل خان' قاری سعید الرحمٰن اور دیگر علماء کرام نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد اکبر صاحب کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ العالی

حیات مسیح علیہ السلام

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی تحریروں کے آئینہ میں

مرزا قادیانی نے قرآن و سنت اور اجماع امت اور امت مسلمہ کے چودہ سو انیس سالہ تعامل سے انحراف و انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو مسیح ابن مریم ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا' حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نے قرآن و سنت اور اجماع امت کے علاوہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کی تحریروں سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کو کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والے دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں .... (مدیر)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ مسیح موعود ہے اور اس کے دعوے کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کا مسئلہ ہے' یعنی اگر قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ ثابت ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ غلط ہے اور اگر وفات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ صحیح ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ زیر بحث آسکتا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

(الف) "ایسے شخص کی نسبت' جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے ولایت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا' بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے' اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن و حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے کیونکہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعویٰ پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے' تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہوں گے' کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے' غایت کار وہ استدراج سمجھے جائیں گے لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے' مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے' جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں' ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن و حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے۔" (اشتہار مقابل مولوی سید نذیر حسین صاحب سرگروہ اہلحدیث مندرجہ مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ ربوہ ص ۲۲۳ ج:۱)

(ب) "ہمارے اور ہمارے مخالفین کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات' حیات ہے' اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر وہ درحقیقت قرآن کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔" (تحفہ گولڑویہ حاشیہ ص ۱۶۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں مزید کسی حاشیہ و تشریح کی محتاج نہیں ان کا صاف صاف مدعا یہ ہے کہ اگر قرآن و حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہو تو مرزا صاحب کا دعویٰ مسیحیت سرے سے غلط ہے اور اس صورت میں مرزا صاحب کو ولی یا مجدد تو کجا؟ مسلمان بھی تصور نہیں کیا جا سکتا بلکہ اسے دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں لاکھ نشان بھی دکھائے تو اسے مکروفریب اور استدراج ہی سمجھا جائے' اور اگر قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں اور نہ انہیں دوبارہ دنیا میں آنا

ہے تو پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ مرزا صاحب یا کسی اور مدعی مسیحیت کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہے اور اس کے دلائل کیا ہیں۔ الغرض مرزا صاحب کا دعویٰ اسی وقت لائق التفات ہو سکتا ہے جبکہ قرآن و حدیث کی روشنی میں امت اسلامیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا انتظار نہ رہے' لیکن اگر عقیدہ یہی صحیح اور ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی دوبارہ تشریف لائیں گے تو مرزا غلام احمد قادیانی یا کسی اور شخص کے "مسیح موعود" بننے کا سوال ہی' خارج از بحث اس کے باوجود جو لوگ کسی دوسرے شخص کو مسیح موعود مانتے ہیں ان کے بارے میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ وہ مومن نہیں بلکہ نادان ہیں جو قرآن اور حدیث سے کوئی غرض نہیں رکھتے۔

مرزا صاحب کے اس اصول کو تسلیم کرتے ہوئے میں مسلمانوں کی جانب سے مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف اہل عقل و دانش بالخصوص قادیانی برادری کی عدالت میں استغاثہ کرنا چاہتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ انفرادی و اجتماعی غور و فکر کے بعد یہ منصفانہ فیصلہ کریں کہ مرزا غلام احمد صاحب کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ عیسیٰ مر گیا؟

اثبات دعویٰ کے دو طریقے:

تمام دنیا کی عدالتوں میں یہ اصول مسلم اور رائج ہے کہ کسی دعوے کے ثابت کرنے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ مدعی اپنے دعوے پر ثقہ گواہ پیش کر کے عدالت کو مطمئن کر دے' اور دوسری صورت یہ ہے کہ مدعا علیہ خود عدالت کے روبرو مدعی کے دعوے کو صحیح تسلیم کر لے' یہ دوسری صورت اس اعتبار سے زیادہ مفید اور لائق وثوق ہوتی ہے کہ اس صورت میں گواہوں کی جرح و تعدیل اور واقعات کی تحقیق و تفتیش میں عدالت کا وقت ضائع نہیں ہوتا اور عدالت کو شرح صدر کے ساتھ فیصلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس لئے میں اپنے دعوے کے ثبوت میں یہی دوسرا طریقہ اختیار کرنا چاہتا ہوں۔

استغاثہ کی کہانی:

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف مسلمانوں کا استغاثہ یہ ہے کہ ایک شخص بقید حیات زندہ موجود ہے' مگر مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اس کی موت کا غلط افسانہ اڑا کر اس کے مسند و منصب پر خود قبضہ کر لیا ہے' جس شخصیت کو مردہ قرار دے کر مدعا علیہ نے اس کی جائیداد اپنے نام منتقل کرالی ہے اگر وہ کوئی لاوارث اور گمنام شخصیت ہوتی تو شاید کسی کو مدعا علیہ کی اس کارروائی کی جانب التفات نہ ہوتا ہے مگر ستم ظریفی تو یہ ہے کہ مدعا علیہ نے یہ سینہ زوری ایک ایسی شخصیت کے بارے میں روا رکھی ہے جس کے نام سے دنیا کا چپہ چپہ واقف ہے اور جس کے کروڑوں جاں نثار دنیا میں موجود ہیں اور وہ شخصیت ہے سیدنا المسیح عیسیٰ بن مریم (علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) مسلمانوں کے پاس حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ موجود ہونے کے تین ثقہ گواہ موجود ہیں (۱) اللہ تعالیٰ' (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' (۳) امت اسلامیہ کے لاکھوں اکابر' اولیاء اللہ اور مجددین۔ لیکن ہم عدالت کا وقت بچانے کی خاطر خود اپنی شہادت پیش نہیں کرنا چاہتے بلکہ خود مدعا علیہ کا اقرار عدالت میں پیش کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔

اس تمہید کے بعد یہ گزارش ہے کہ ہمارے مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی کے دو دور ہیں جب تک اس نے اپنی مسیحیت کا اعلان نہیں کیا تھا اس وقت تک وہ اس بات کا قائل تھا کہ قرآن کریم حدیث نبوی اجماع امت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور دوبارہ تشریف آوری ثابت ہے نیز اس وقت مدعا علیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیشگوئی کا الہام بھی ہوا تھا۔ اس دور میں مدعا علیہ نے جو اقراری بیان دیئے تھے ان کو حسب ذیل عنوانات کے تحت ملاحظہ فرمایئے:

(الف)...... حیات عیسیٰ' کا ثبوت قرآن کریم سے'

(ب)...... حیات عیسیٰ' کا ثبوت ارشاد نبویؐ سے'

(ج)...... حیات عیسیٰ' ثبوت اجماع امت سے'

(د)...... حیات عیسیٰ' کا ثبوت مرزا غلام احمد کے الہام سے'

بیان عیسیٰ" کا ثبوت قرآن کریم سے:

مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی پہلی الہامی کتاب "براہین احمدیہ" میں لکھتا ہے:

"ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ"

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ کا اس آیت میں وعدہ دیا گیا ہے کہ وہ غلبہ حضرت مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح ؑ دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق

اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

"حضرت مسیح پیشگوئی متذکرہ بالا کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہے۔"
(صفحہ ۴۹۸٬۴۹۹)

اس بیان میں مدعا علیہ صاف اقرار کرتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے۔ ان کی آمد سے دین اسلام تمام عالم میں پھیل جائے گا اور دین اسلام کو غلبہ کاملہ نصیب ہوگا۔ مدعا علیہ یہ بھی تصریح کرتا ہے کہ قرآن کی مندرجہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی تشریف آوری کی پیشگوئی فرمائی ہے اور وہی اس پیش گوئی کا ظاہری اور جسمانی طور پر مصداق ہیں۔

(ب): حیات عیسیٰؑ کا ثبوت احادیث نبویؐ سے:

مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار مرویہ سے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ ثابت ہے' اس لئے اپنے نبی کے آثار مرویہ کی پیروی کرتے ہوئے وہ بھی ایک زمانے میں یہی عقیدہ رکھتا تھا۔ معزز عدالت' مدعا علیہ کا مندرجہ ذیل بیان بغور ملاحظہ فرمائیں:

"میں نے براہین میں جو کچھ مسیح بن مریم کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر لکھا ہے وہ ذکر صرف ایک مشہور عقیدہ کے لحاظ سے ہے جس کی طرف آج کل ہمارے مسلمان بھائیوں کے خیالات جھکے ہوئے ہیں سوای ظاہری اعتقاد کے لحاظ سے میں نے لکھ دیا تھا کہ میں صرف مثیل موعود ہوں اور میری خلافت صرف روحانی خلافت ہے۔ لیکن جب مسیح آئے گا تو اس کی ظاہری اور جسمانی طور پر خلافت ہوگی یہ بیان جو براہین میں درج ہو چکا ہے صرف اس سرسری پیروی کی وجہ سے ہے۔ جو ملہم کو قبل از انکشاف اصل حقیقت اپنے نبی کے آثار مرویہ کے لحاظ سے لازم ہے...... سواسی لحاظ سے حضرت مسیح بن مریم کی نسبت اپنی طرف سے براہین میں کوئی بحث نہیں کی گئی اب جو خدا تعالیٰ نے حقیقت امر کو اس عاجز پر ظاہر فرمایا تو عام طور پر اس کا اعلان از بس ضروری تھا۔" (ازالہ اوہام ص ۸۳ طبع پنجم)

مدعا علیہ کے مندرجہ بالا بیان میں معزز عدالت کو چند نکات نوٹ کر لینے چاہئیں:

اول: "مسلمانوں کا مشہور عقیدہ یہی چلا آتا ہے کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں اور وہ بنفس نفیس تشریف لائیں گے۔

دوم: مدعا علیہ اقرار کرتا ہے کہ میں نے براہین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تشریف لانے اور ظاہری و جسمانی خلافت پر فائز ہونے کا عقیدہ درج کیا ہے۔

سوم: جب تک مدعا علیہ پر بذریعہ الہام براہ راست الہامی انکشاف نہیں ہوا تھا تب تک اس کا عقیدہ بھی اپنے نبی کے آثار مرویہ کی "سرسری پیروی" میں یہی تھا کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور وہی بنفس نفیس تشریف لا کر خلافت پر فائز ہوں گے۔

چہارم: جب مدعا علیہ پر بقول اس کے خدا تعالیٰ نے اصل حقیقت کھول دی تو اس نے پہلے عقیدے کے برعکس یہ اعلان کر دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اس لئے یہ نیاز مند مسیح موعود ہے۔"

حیات عیسیٰؑ کا ثبوت اجماع امت سے:

مدعا علیہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ تیرہ صدیوں سے نسلاً بعد نسل اور قرناً مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور کسی زمانہ میں وہ دوبارہ تشریف لائیں گے گویا مدعا علیہ مرزا غلام احمد کو اقرار ہے کہ ہمیشہ سے مسلمانوں کا اجماعی اور متواتر عقیدہ یہی رہا ہے جو عقیدہ کہ آج امت اسلامیہ کا ہے معزز عدالت' مدعا عالیہ کی حسب ذیل تصریحات بغور ملاحظہ فرمائیے:

(الف): "ایک دفعہ ہم دلی میں گئے تھے' ہم نے وہاں کے لوگوں سے کہا کہ تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا کہ...... حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر بٹھایا۔ مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو...... وفات شدہ مان لو۔" (ملفوظات احمدیہ جلد دوم ص ۳۰۰ مطبوعہ ربوہ)

(ب): "در براہین احمدیہ ہمچناں اظہار اعتقاد کردہ بودیم کہ حضرت عیسیٰؑ کرہ ثانیہ نزول در دنیا خواہد فرمود ایں اعتقاد ہم بر مثال رائے مذکور ناشی از خطاو ممارسہ الف و عادت کہ لا عن جد معتاد و معتقد حال بودیم۔" (ایام الصلح فارسی ص ۴۹)

(ج): "مسیح بن مریم (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی پیشگوئی ایک اول درجہ کی پیشگوئی ہے جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیشگوئیاں لکھی گئی ہیں کوئی پیشگوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی' تواتر کا اول

درجہ اس کو حاصل ہے انجیل بھی اس کی مصداق ہے اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں' درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔" (ازالہ اوہام ص ۲۳۱ طبع پنجم)

(د) : "مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کی تشریف آوری کے بارے میں جو احادیث میں پیشگوئی ہے وہ ایسی نہیں کہ جس کو صرف ائمہ حدیث نے چند روایتوں کی بنا پر لکھا ہو بس۔ بلکہ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پیشگوئی عقیدہ کے طور پر ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل چلی آتی ہے گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے' اس قدر اس پیشگوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں' کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتدا سے یاد کرتے چلے آتے تھے۔" (شہادت القرآن ص ۹)

(ہ) : "اس امر سے کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (عیسیٰ بن مریم کے دوبارہ آنے) کی کھلی کھلی پیشگوئی موجود ہے بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہو گا۔" (شہادت القرآن)

(و) : "یہ خبر مسیح موعود (عیسیٰ علیہ السلام) کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر ایک زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہو گی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے' میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے' صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزارہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔"

(شہادت القرآن ص ۱)

مدعا علیہ مرزا غلام قادیانی کی ان تصریحات سے واضح ہوا کہ :

۱ :...... تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ واضح رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مسیحیت تک تیرہ صدیاں ہی گزری تھیں۔

۲ :...... مسلمان اباً عن جد یہی عقیدہ سکھاتے چلے آئے ہیں اور یہ عقیدہ ہمیشہ سے ان کے رگ و ریشہ میں داخل رہا ہے۔

۳ :...... مسلمانوں کا یہ عقیدہ ان ارشادات نبویہ پر مبنی ہے جن کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے۔

۴ :...... تیرہ صدیوں کے کل مسلمان اور ان کا ہر ہر فرد اس عقیدے کی صحت کا گواہ رہا ہے۔

۵ :...... یہ عقیدہ علم عقائد وغیرہ کی ہزارہا اسلامی کتابوں میں صدی وار اشاعت پذیر ہوتا رہا ہے۔

۶ :...... ایسے متواتر عقیدہ سے انکار کر دینا یا اس میں شک و شبہ کا اظہار کرنا سب سے بڑھ کر جہالت اور بصیرت دینی اور حق شناسی سے یکسر محرومی کی علامت ہے یہاں مدعا علیہ کے الہامی فرزند جناب مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ دوم کی شہادت بھی پیش کرنا چاہتا ہوں وہ لکھتے ہیں :

"پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کے زندہ ہونے پر ایمان رکھا جاتا تھا اور بڑے بڑے بزرگ اس عقیدہ پر فوت ہوئے...... حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد مدعا علیہ) سے پہلے جس قدر انبیا صلحا گزرے ان میں ایک بڑا گروہ عام عقیدہ کے ماتحت حضرت مسیح علیہ السلام کو زندہ خیال کرتا تھا۔ صرف بڑا گروہ نہیں بلکہ (بلا استثناء امت اسلامیہ کے ایک فرد کا یہی عقیدہ رہا...... ناقل) رہا ہے۔"

(حقیقۃ النبوۃ مصنفہ مرزا محمود ص ۱۴۲)

نیز اس ضمن میں لاہوری گروپ کے امیر اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پرجوش مرید مسٹر محمد علی ایم اے کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائی جائے :

"بانی فرقہ احمدیہ (مرزا غلام احمد قادیانی) نے پچاس یا اس سے بھی زیادہ کتابیں پبلک میں شائع کی ہیں جن تمام میں ان میں سے بہت سی کتابوں میں اس نے جہاد کے قطعاً حرام ہونے اور خونی مہدی کے عقائد کے جھوٹے ہونے پر زور دیا ہے' اگر کوئی خاص اصول احمدیہ فرقہ کا سب سے بڑا قرار دیا جاسکتا تو وہ فتنہ کو وہ بلا خطرناک اصولوں کی' جو تیرہ صدیوں سے مسلمانوں میں چلے آتے تھے بیخ کنی کرنا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۳ شمارہ ۳ ص ۹۹ بابت ماہ مارچ ۱۹۰۴ء)

مندرجہ بالا حوالوں میں مدعا علیہ اور اس کے حواریوں کے اعتراف سے ثابت ہو چکا ہے کہ تیرہ سو سال سے اباً عن جد مسلمانوں کا یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانے میں وہی دوبارہ تشریف لائیں گے لیکن مدعا علیہ تیرہ سو سال بعد امت اسلامیہ کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ ایک متواتر اسلامی عقیدے کو خیر باد کہہ کر ایک نیا نسخہ آزمائے جو خود مدعا علیہ نے تجویز کیا ہے یا بقول اس کے اس پر منکشف ہوا

ہے۔

یہاں میں معزز عدالت کو اس قانونی نکتہ کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا کسی مسلمان کو اس کا حق حاصل ہے کہ وہ کوئی نیا عقیدہ اختیار کرلے معزز عدالت کو صدیق اکبرؓ کی پہلی تقریر کا یہ فقرہ یاد ہوگا:

"لوگو! میں تو صرف پیروی کرنے والا ہوں نئی بات ایجاد کرنے والا نہیں ہوں۔"

اس اصول کی روشنی میں ایک مسلمان کو سو بار یہ حق حاصل ہے کہ وہ کسی عقیدے کے بارے میں پوری طرح یہ اطمینان کرلے کہ آیا یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے دور سے چلا آتا ہے یا خیر القرون کے بعد کی پیداوار ہے؟ لیکن جب یہ اطمینان ہو جائے کہ فلاں عقیدہ خیر القرون سے متواتر چلا آتا ہے تو اس کے بعد کسی مسلمان کو اس پر اعتراض کرنے یا اس سے انحراف کرنے کا حق حاصل نہیں جس شخص کو اسلام کے کسی متواتر عقیدے پر نکتہ چینی کا شوق ہو اس کا فرض ہے کہ مسلمانوں کی صف سے نکل کر غیر مسلموں کی صف میں کھڑا ہو جائے اس کے بعد بصد شوق اسلام کے متواترات و مسلمات کو ہدف اعتراض بنائے۔

ہمارے مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ منطق ناقابل فہم ہے کہ وہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے کو تیرہ صدیوں سے متواتر بھی تسلیم کرتا ہے اور پھر اسے تبدیل کر کے ایک نیا نسخہ استعمال کرنے کا بھی مشورہ دیتا ہے' حالانکہ وہ نزول مسیح کے مسئلہ میں یہ اصول تسلیم کرتا ہے کہ:

"حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آگیا اور کروڑہا مخلوقات ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے اس کو ظنی اور شکی کیونکر کہا جائے' ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک اور باپوں سے دادوں تک اور دادوں سے پردادوں تک بدیہی طور پر مشہور ہو گیا اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آگئے اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عملدرآمد کو اول درجہ کے یقینیات میں سے یقین کرے پھر جب کہ ائمہ حدیث نے اصل سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد راست گو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔" (شہادت القرآن ص ۹)

آپ مدعا علیہ کی زبان سے سن چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونا اور پھر دوبارہ کسی وقت دنیا میں تشریف لانا امت اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں جن کو تواتر کا اول درجہ حاصل ہے' یہی عقیدہ بیان ہوا ہے اور خیر القرون میں یہ عقیدہ وہاں وہاں تک پہنچا ہوا تھا جہاں کہیں ایک مسلمان بھی آباد تھا۔ انصاف فرمائیے کہ اس سے بڑھ کر اس عقیدہ کی حقانیت کا اور کیا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔

ایک اسلامی عقیدہ کے صحیح ہونے کا جو سب سے بڑا ثبوت دیا جا سکتا ہے وہ یہی ہو سکتا ہے کہ یہ عقیدہ اسلامی تاریخ میں اول سے آخر تک متواتر اور زیر تعامل رہا ہے اور حیات عیسیٰؑ کے عقیدہ میں خود مدعا علیہ کے اعتراف سے یہی صورت پائی جاتی ہے اس کے بعد جو شخص اس عقیدے پر زبان طعن دراز کرتا ہے وہ گویا اسلام کی مسلسل اور متواتر تاریخ کی تکذیب کرتا ہے میں معزز عدالت سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو شخص اسلام کے متواترات و قطعیات کو جن کی پشت پر تیرہ سو سالہ بلکہ چودہ سو انیس سو سالہ امت کا تعامل موجود ہے' جھٹلانے کی جرأت کرے اس کے بارے میں کیا رائے قائم کی جانی چاہئے؟ بہر حال ہمارے مدعا علیہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ مشورہ کہ:

"تم نے تیرہ سو برس سے یہ نسخہ استعمال کیا کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر بٹھایا مگر اب دوسرا نسخہ ہم بتاتے ہیں وہ استعمال کر کے دیکھو اور وہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو وفات شدہ مان لو۔" (ملفوظات جلد نمبر ۱۰ ص ۳۰۰)

کسی مسلمان کے لئے لائق التفات نہیں ہو سکتا ہم کسی عقیدہ کے بارے میں یہ ذمہ داری تو لیتے ہیں کہ یہ عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک متواتر چلا آتا ہے' (اور یہ ذمہ داری ہم نے خود مدعا علیہ کے اقرار کے ذریعے پوری کر دی) لیکن کوئی مسلمان جب تک مسلمان ہے یہ ذمہ داری نہیں لے سکتا کہ وہ اسلام کے متواتر و مسلسل عقیدہ کو بدل ڈالنے کی جرأت کرے اس کی توقع کسی ایسے بددین احمق ہی سے کی جا سکتی ہے جو دین اسلام کو بازیچہ اطفال اور لعبہ مجانین سمجھتا ہو۔

☆☆......☆☆

مولانا زاہد الراشدی

انسانی حقوق کا چارٹر اور اسلامی نظام

۱۰/دسمبر ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا منشور منظور کیا تھا جس کے دفعات میں ایک یہ ہے کہ "دنیا کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھنے والا کوئی مرد اور عورت رنگ، نسل اور مذہب کے کسی امتیاز کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق رکھتے ہیں دوران شادی اور اس کی تنسیخ میں دونوں کے حقوق مساوی ہیں" جبکہ اس دفعہ کے تحت شادی میں مذہب کے امتیاز کی نفی اسلامی احکام کے منافی ہے اور اسی طرح دوسری دفعات بھی اسلام سے متصادم ہیں، مسلم حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تضادات پر معذرت خواہانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے اقوام متحدہ کے اس منشور پر نظر ثانی کا جرأتمندانہ موقف اختیار کریں۔ ......(مدیر)

۱۰/دسمبر کو دنیا بھر میں انسانی حقوق کا دن منایا گیا۔ اس روز ۱۹۴۸ء میں اقوام متحدہ نے انسانی حقوق کا منشور منظور کیا تھا اور اس مناسبت سے ۱۰ دسمبر کو ہر سال انسانی حقوق کا دن منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر تقریبات ہوتی ہیں' اخبارات میں خصوصی مضامین شائع کیے جاتے ہیں اور انسانی حقوق کے عنوان سے کام کرنے والی تنظیمیں مختلف طریقوں سے اپنی کارکردگی کا اظہار کرتی ہیں۔ اتفاق سے اسی روز مجھے ربوہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سالانہ تربیتی کورس میں "انسانی حقوق اور اسلام" کے موضوع پر کچھ گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا جو دوسرے روز چنیوٹ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ادارہ مرکزیہ دعوت ارشاد کے سالانہ تربیتی کورس میں بھی پیش کی گئیں۔ "انسانی حقوق اور اسلام" کا موضوع اپنے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کا متقاضی ہے مگر مجھے ہر سال ان کورسز کے شرکا کو بطور خاص یہ بتانا ہوتا ہے کہ مختلف اسلامی احکام و قوانین پر انسانی حقوق کے عنوان سے مغربی لابیوں کے اعتراضات کیا ہیں؟ اور ایسا کیوں ہے کہ جب بھی کسی مسلم ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات ہوتی ہے یا ناموس رسالت ﷺ کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری کی غرض سے کوئی قانونی پیش رفت ہوتی ہے تو مغربی لابیاں اور انسانی حقوق کی تنظیمیں انسانی حقوق کے نام پر اس کے خلاف واویلا شروع کر دیتی ہیں۔ چنانچہ اس پہلو سے جو گزارشات ان کورسز کے شرکا کے سامنے پیش کی گئیں ان کا مختصر خلاصہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

انسانی حقوق کی موجودہ جدوجہد اور تمام تر تگ و دو اقوام متحدہ کے منظور کردہ انسانی حقوق کے اس چارٹر کی بنیاد پر ہے جو ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو منظور کیا گیا تھا' اس پر دنیا کے کم و بیش سب ہی ممالک کے دستخط ہیں اور اقوام متحدہ کے متعدد ادارے دنیا بھر میں اس چارٹر کی متعدد دفعات پر عملدرآمد کی نہ صرف مانیٹرنگ کرتے ہیں بلکہ ان اداروں کی سالانہ رپورٹوں اور قراردادوں کی بنیاد پر بیشتر حکومتوں کی پالیسیاں اور معاملات طے پاتے ہیں مگر مسلم حکومتوں کی مشکل یہ ہے کہ انہیں اس چارٹر پر دستخط کرنے اور اقوام متحدہ کا رکن ہونے کی وجہ سے اپنی پالیسیوں اور نظام حکومت میں چارٹر کی دفعات کو ایڈجسٹ کرنا پڑتا ہے اور ایڈجسٹ نہ کرنے کی صورت میں عالمی اداروں کی ناراضگی اور بین الاقوامی لابیوں کی مخالفانہ مہم کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر دوسری طرف اس منشور کی بعض خلاف اسلامی دفعات پر عملدرآمد کی صورت میں خود اپنے عقائد سے انحراف اور اپنے ملکوں کی رائے عامہ بالخصوص دینی حلقوں کی ناراضگی مول لینا پڑتی ہے اور اس طرح وہ نہ اسلامی احکام و قوانین پر صحیح طور پر عملدرآمد کا حوصلہ کر پاتی ہیں اور نہ ہی اقوام متحدہ کے منشور کو مکمل طور پر اپنے اپنے ملک کے نظام میں شامل کر تا ان

کے بس میں ہوتا ہے۔

مثلاً انسانی حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کے منشور کی ایک مستقل دفعہ میں شادی اور خاندان کے حوالہ سے یہ اصول پیش کیا گیا ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھنے والا کوئی مرد اور عورت رنگ 'نسل اور مذہب کے کسی امتیاز کے بغیر باہم شادی کرنے اور خاندان کی بنیاد رکھنے کا حق رکھتے ہیں نیز شادی 'دوران شادی اور اس کی تنسیخ میں دونوں کے حقوق مساوی ہیں۔

اس دفعہ کے تحت شادی میں مذہب کے امتیاز کی نفی اسلامی احکام کے منافی ہے کیونکہ قرآن کریم کی نص صریح کی رو سے مسلمان عورت کی شادی صرف مسلمان مرد سے ہو سکتی ہے۔ اسی طرح دوران شادی اور شادی کی تنسیخ میں دونوں کے حقوق کی مساوات کا تصور بھی اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے کیونکہ دوران شادی کے پیریڈ کو اسلام صرف ایک سماجی معاہدہ تصور نہیں کرتا بلکہ خاندان کو ایک یونٹ سمجھتے ہوئے مرد کو اس یونٹ کا حاکم قرار دیتا ہے۔ اور بیوی کے اختیارات کو مساوی تقسیم کرکے سسٹم کو تباہ کرنے کی بجائے اختیارات میں واضح ترجیح قائم کرکے مستحکم خاندانی نظام کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ اس کے علاوہ شادی کی تنسیخ میں بھی اسلام دونوں کا مساوی حق تسلیم نہیں کرتا اور مرد کو طلاق کا حق دے کر اس کی برتری تسلیم کرتا ہے اور عورت کو خاوند پر کسی جائز اعتراض کی صورت میں تنسیخ نکاح کے لئے عدالت سے رجوع کرنے کا حق دے کر اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اقوام متحدہ کے منشور کی اس دفعہ کو پوری طرح تسلیم کر لیا جائے تو نکاح و طلاق اور خاندانی نظام کے بارے میں اسلامی قوانین کا پورا ڈھانچہ زمین بوس ہو جاتا ہے اور اس پر عملدرآمد کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

> کسی اسلامی ملک میں اسلامی قوانین کے نفاذ یا ناموس رسالت ﷺ اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاسداری کی بات ہوتی ہے تو مغربی لابیاں انسانی حقوق کے نام پر اس کے خلاف واویلا شروع کر دیتی ہیں

اسی طرح جرائم کی سزاؤں کے بارے میں اقوام متحدہ کے منشور کی ایک مستقل دفعہ میں حکومت سے اس امر کی ضمانت طلب کی گئی ہے کہ کسی مجرم کو ایسی سزا نہیں دی جائے گی جس میں ذہنی اذیت اور جسمانی تشدد کا عنصر پایا جاتا ہو جب کہ اسلامی حدود و تعزیرات میں سزاؤں کی جو مختلف صورتیں موجود ہیں مثلاً کوڑے مارنا' سنگسار کرنا' ہاتھ کاٹنا اور کھلے بندوں سزا دینا۔ یہ سب سزائیں ذہنی اذیت اور جسمانی تشدد پر مبنی ہیں اور اسی وجہ سے جرائم کی شرعی سزاؤں کو بہت سے حلقے وحشیانہ اور انسانی حقوق کے منافی قرار دیتے ہیں۔ ان دو دفعات کا ذکر بطور مثال صرف بات سمجھانے کے لئے کیا گیا ہے' جن سے اسلامی نظام کے دو مستقل شعبے خاندانی قوانین اور حدود و تعزیرات براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر اور اسلامی نظام کے درمیان پائے جانے والے تضادات کو سمجھا جائے اور دنیا بھر کی مسلم حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان تضادات پر معذرت خواہانہ طرز عمل اختیار کرنے کے بجائے جرأتمندانہ موقف اختیار کریں اور اپنے اسلامی عقائد و احکام پر قائم رہتے ہوئے اقوام متحدہ سے اس منشور پر نظر ثانی کا مطالبہ کریں کیونکہ جس دور میں یہ منشور منظور کیا گیا تھا بہت سے مسلمان ممالک غلامی اور محکومیت کی زندگی بسر کر رہے تھے اور عالمی سطح پر امت مسلمہ کو یہ حیثیت حاصل نہیں تھی جو اب حاصل ہے اس کے بعد نصف صدی کے دوران ان پلوں کے نیچے سے بہت سا پانی بہہ چکا ہے اور عالمی منظر یکسر تبدیل ہو گیا ہے اس لئے اگر اقوام متحدہ حالات کی تبدیلی کا ادراک نہیں کرے گی اور عالم اسلام کے بڑھتے ہوئے اسلامی رجحانات کا احترام کرنے کی بجائے انہیں اپنے خلاف حریف سمجھتی رہے گی تو خود اس کے لئے اپنا وجود قائم رکھنا مشکل ہو جائے گا۔

☆☆......☆☆

حضرت مولانا اللہ وسایا

عبدالمجید سالک قادیانی تھا

واقعاتی جائزہ

آج سے کوئی سال چھ ماہ قبل کی بات ہوگی ۔ قبلہ مرشدی حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم کے ہاں لاہور حاضری ہوئی۔ پروفیسر ظفراللہ شفیق صاحب نے مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کا ایک واقعہ سنایا کہ سودی کاروبار اور سودی لین دین پر عبدالمجید سالک نے مولانا محمد سید انور شاہ کشمیریؒ سے بالاصرار کہا کہ اس کے جواز کی کوئی شکل نکالیں ۔ مولانا سید انور شاہ صاحبؒ پہلے تو سود کی ابدی حرمت پر دلائل دیتے رہے ۔ جب دیکھا کہ سالک حرام کو حلال کرنے پر ادھار کھائے بیٹھا ہے تو شاہ صاحبؒ نے فرمایا سالک صاحب جہنم جانا چاہتے ہو تو شوق سے جاؤ جہنم جانے کے لئے ہمارے کندھے کیوں استعمال کرتے ہو؟ یہ سن کر سید نفیس شاہ صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ سالک تو ویسے جہنمی تھا اس پر ہم چونکے تو شاہ صاحب نے متعدد واقعات بیان کئے۔ کتابوں کے نام بتلائے کہ سالک قادیانی تھا۔ یہ ادب کی آڑ میں مسلمانوں سے دوستیاں قائم کر کے قادیانیت کی تبلیغ کرتا تھا۔ بظاہر ایک غیر جانبدار لیکن فی الحقیقت قادیانیت کی خدمت وحمایت کا موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ فقیر نے کتابوں کے نام نوٹ کر لئے وہ کتابیں حاصل کرلیں۔ مطالعہ کیا حوالے لگائے مضمون لکھنے کا خیال تھا لیکن مصروفیت نے مہلت نہ دی۔ ۱۷ نومبر ۱۹۹۸ء کو جمیعۃ علماء پاکستان کے شبیر احمد ہاشمی کا عبدالمجید سالک کی کتاب "یاران کہن" کے حوالہ سے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے خلاف ایک بیان شائع ہوا ہے۔ تو ضروری سمجھا کہ سالک اور قادیانیت کے حوالہ سے چند ضروری گذارشات عرض کر دی جائیں۔

سالک کی سرگذشت

عبدالمجید سالک نے اپنی سوانح وآپ بیتی کو سرگذشت کے نام سے مرتب کیا تھا۔ یہ ان کے زمانہ حیات میں چھپ گئی تھی۔ اب ایک نشریاتی ادارہ الفیصل غزنی سٹریٹ لاہور نے اسے دوبارہ شائع کیا ہے۔ اس میں موصوف نے قادیانیت پر جگہ جگہ اظہار خیال کیا ہے۔ وہ سالک ہی کے الفاظ میں مختصراً پیش خدمت ہیں۔

سالک کے چچا قادیانی مبلغ

دوسرے چچا نے جو احمدی ہو چکے تھے اپنے بڑے بھائی (سالک کے والد) کو مرزا قادیانی کی کچھ کتابیں بھیج دی تھیں اور اخبار "بدر" (قادیان) ان کے نام جاری کر دیا تھا۔ (سرگذشت ص ۱۷)

سالک کے چچا نہ صرف قادیانی تھے بلکہ قادیانیت کی تبلیغ کے لئے اپنے بھائیوں کو کتابیں بھجواتے تھے ۔ صفحہ ۱۶، ۱۷ پر سالک صاحب نے پہلا مطالعہ کے عنوان سے لکھا ہے کہ دیگر کتب ورسائل کے علاوہ قادیانی کتب ورسائل سے ان کے مطالعہ کا آغاز ہوا۔

سالک کا فانوس خیال قادیان

موصوف تحریر کرتے ہیں کہ میں نے ماہانہ ادبی رسالہ "فانوس خیال" جاری کیا تو اس کی کتابت قادیان کے کاتب سے کراتے تھے۔ (سرگذشت ص ۴۲)

تبلیغ اسلام اور قادیانی

سالک تحریر کرتے ہیں کہ ملکانہ راجپوتوں میں انسداد ارتداد اور تبلیغ اسلام

کا کام شروع ہوا' بریلوی' دیوبندی' شیعہ' احمدی' لاہوری احمدی' جمیعۃ الاسلام کے مبلغ غرض ہر فرقے اور ہر جماعت کے کارکن آگرہ اور نواحی علاقوں میں پھیل گئے ۔۔۔۔۔۔۔ صرف احمدی مبلغین تو کچھ کام کرتے تھے اور باقی تمام فرقوں کے لوگ یا آپس میں مصروف پیکار تھے یا احمدیوں کے خلاف کفر کے فتوے شائع کرتے تھے۔ غرض ان لوگوں کی غیرفعال اندیشی اور نفسانیت نے انسداد ارتداد کو ناممکن بنادیا اور کفر کی مشین پوری قوت سے چلتی رہی۔ (سرگذشت ص ۱۸۵)

دیکھئے یہاں پہنچ کر عبدالمجید سالک کی قادیانیت نے ننگی کا ناچ ناچنا شروع کردیا ہے۔

(۱)۔۔۔ قادیانیوں کو مسلم فرقوں میں شمار کیا۔

(۲)۔۔۔ پھر تمام دینی جماعتوں کی ارتداد کے انسداد کے لئے کاوشوں و محنتوں پر پانی پھیر کر صرف قادیانیوں کی تبلیغ کی حمایت کی۔

(۳)۔۔۔ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کے نام پر پیش کررہے تھے۔ دینی جماعتوں نے ان کے کفر کو ننگا کردیا تو سالک صاحب اس پر سیخ پا ہوکر ان تمام جماعتوں کو بے نقط سنارہے ہیں۔

والیٔ افغانستان کے خلاف

امیر امان اللہ خان مغربی لغویات میں اس قدر انہماک رکھتے تھے کہ انہوں نے اپنی فوجی طاقت کی طرف بالکل غفلت اختیار کرلی۔ (سرگذشت ص ۲۳۳)

قارئین افغانستان میں قادیانیوں کو بجرم ارتداد سنگسار کیا گیا تھا۔ تمام قادیانیوں کی طرح سالک بھی اور کچھ نہیں تو جتنی الزام تراشی کرسکتے تھے کر کے اپنے قادیانی ضمیر کو مطمئن کررہے ہیں۔

مسلمانوں کی نمائندگی

دہلی کی ایک کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے سالک صاحب اپنے قادیانیوں کو مسلمانوں کی صف میں شامل کرنے کے لئے وجد میں نظر آتے ہیں۔ (سرگذشت ص ۲۳۸)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

سالک صاحب اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شملہ میں مقتدر اور نمائندہ مسلمانوں کا ایک اجلاس ہوا۔۔۔۔۔۔۔ یہاں ایک انڈیا کشمیر کمیٹی قائم کی گئی۔ جس کے صدر مرزا بشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ منتخب کیے گئے۔ (سرگذشت ص ۲۷۱)

کس چابک دستی سے سالک صاحب اپنے قادیانیوں کو مسلمانوں کا نمائندہ ثابت کرنے کے لئے زور قلم صرف کررہے ہیں اور پھر برا ہو بددیانتی کا کہ علامہ اقبالؒ کے اس کمیٹی کو توڑنے یا مستعفی ہونے کو شیر مادر سمجھ کر ہضم کرگئے ہیں۔

ظفر اللہ خان قادیانی

کا ذکر کرتے ہوئے اسے مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیا۔ (سرگذشت ص ۲۷۲)

انقلاب کی ضمانت اور مرزا محمود

سالک صاحب اخبار انقلاب کے کرتا دھرتا تھے اس سے حکومت نے ضمانت طلب کی تو جن لوگوں نے پوری ضمانت جمع کرانے کی پیشکش کی ان میں مرزا محمود احمد قادیانی بھی شامل ہیں۔ (سرگذشت ص ۲۷۵)

دنیا جانتی ہے کہ سر سید احمد خان نے مسلمان قوم کی ترقی کے لئے مرزا قادیانی سے چندہ مانگا۔ مرزا نے ایک پیسہ دینے سے بھی انکار کردیا تھا۔ لیکن اس مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود سالک صاحب پر دنیا نچھاور کرنے کے لئے کیوں بے قرار رہے؟۔

سالک صاحب کا مکان

اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مسلم ٹاؤن لاہور میں عبدالمجید سالک کو

مکان کے لئے زمین وغیرہ ' رہنمائی وسہولت ڈاکٹر سید محمد حسین احمدیہ بلڈنگ لاہور والوں نے مہیا کی ۔(سرگذشت ص ۲۸۶)

کشمیر ایسوسی ایشن

جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلا ضرورت ہنگامہ آرائی کی۔۔۔۔۔۔ چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ہی ساتھ ایک کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک ۔۔۔۔۔۔۔ مرزا بشیر الدین محمود اور ان کے احمدی وغیر احمدی رفقاء شامل تھے۔ ایسوسی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی آگے چل کر احرار ہی کی ایک شاخ بن جائے اور وہ متانت و سنجیدگی رفوچکر ہوجائے جس سے ہم آج تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں۔(سرگذشت ص ۳۱۵)

مرزا محمود آنجہانی جو احرار راہنماؤں کے لئے زبان استعمال کرتا تھا اور جس طرح اس کا شیطانی دماغ سازشوں کے جال بنتا تھا۔ جناب سالک اس میں برابر کے شریک کار و شریک سفر نظر آتے ہیں۔

خواجہ کمال الدین

دنیا جانتی ہے کہ خواجہ کمال الدین لاہوری مرزائی مرتد تھا سالک صاحب اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۱۹ پر اسے مشہور مبلغ اسلام قرار دے رہے ہیں۔ یہاں یاد رہے کہ قادیانیوں کو کافر نہ کہنے والا بھی کافر ہے چہ جائیکہ کوئی ان کو مسلمان قرار دے۔ جو ایسا کرے وہ بدتر کفر کا مرتکب ہوگا جیسا کہ سالک صاحب۔

آموں کی داستان

سالک صاحب اپنی اس کتاب کے صفحہ ۳۲۳ پر آموں کی داستان تحریر کرتے ہیں کہ کہاں کہاں سے اسے آم آتے تھے۔ تو قادیان نواب محمد علی قادیانی' مرزا بشیر الدین محمود قادیانی' کے آموں کا بھی تذکرہ کرتے ہیں کہ وہ بھی آم بھیجا کرتے تھے۔

مسجد چراغ شاہ

لاہور کا تذکرہ کرتے ہوئے سرور شاہ قادیانی اور زین العابدین قادیانی کو مسلمانوں میں شامل کرگئے۔(سرگذشت ص ۳۵۲)

غرض یہ کہ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے سالک صاحب کوئی موقعہ ہاتھ سے نہیں جانے دیتے بلکہ آن ڈیوٹی معلوم ہوتے ہیں۔

سالک کے والد قادیانی

"چونکہ والد مرحوم (ملعون) احمدی عقائد رکھتے تھے اس لئے احمدیوں کی فرمائش پر پٹھان کوٹ سے ایک میل دور موضع دولت پور میں دفن کئے گئے جہاں احمدیوں کا قبرستان تھا۔"(سرگذشت ص ۳۶۷)

سالک صاحب کے والد قادیانی تھے۔ یہ خاندان اتنا متعصب اور جنونی قادیانی تھا کہ پٹھان کوٹ کے مسلمانوں نے سالک کے قادیانی باپ کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا تھا۔ ورنہ تو قادیانی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے پر اصرار کرتے ہیں۔ تاکہ ان کو مسلمان سمجھا جائے۔ غرض سالک کے قادیانی والد کو مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں دفن نہیں ہونے دیا۔ جیسا کہ واقفان حال بتاتے ہیں مگر سالک صاحب اس کو کمال صفائی سے کیا رنگ دے رہے ہیں یہ ہے قادیانی دیانت۔

سالک قادیان میں

مولانا عبیداللہ بسمل۔۔۔۔۔۔ احمدی ہوگئے اور آخر عمر میں قادیان پہنچ گئے۔ میرے ساتھ بھی آخری ملاقات قادیان میں ہوئی جب میں اپنے عزیز دوست اور بھائی مولوی حکیم عبدالوہاب عمر (نورالدین قادیانی کا بیٹا) کی شادی پر وہاں گیا تھا۔(سرگذشت ص ۳۹۶)

سالک پر قادیانی شفقت

نواب محمد علی خان رئیس

مالیر کوٹلہ ...... یہ عقائد کے اعتبار سے قادیانی تھے اور مدت دراز سے قادیان میں سکونت رکھتے تھے 'انتقال سے پہلے لاہور تشریف لائے مجھ سے اور مہر صاحب سے اکثر مسائل پر تبادلہ خیال کرتے اور بے حد شفقت سے پیش آتے تھے ...... مجھے کئی سال سے برسات کے موسم میں آم بھیجا کرتے تھے ۔ (سرگذشت ص ۴۷۱)

قادیان کا عجائب گھر اور سالک

لیجئے : عجائب گھر قادیان کے مالک حکیم عبدالعزیز خان سے میرے مخلصانہ و برادرانہ تعلقات تھے۔ (سرگذشت ص ۴۸۰)

قارئین مندرجہ بالا اقتباسات سے آپ نے معلوم کر لیا کہ سالک صاحب کا قادیان اور قادیانیت سے جسم و جان کا رشتہ تھا۔ تمام تر رشتہ دار قادیانی ' خود قادیان کی دہلیز پر دریوزہ گری کرنے والے اور قادیانی لیڈران سے راہ و رسم و مفادات حاصل کر کے ہر جگہ قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرنے کے درپے تھے۔ عبدالمجید سالک اپنے آپ کو مولانا کہلائیں یا ادیب واخبار نویس ' سیاسی لیڈر 'ملی یا قومی رہنما ' واقعہ یہ ہے کہ منافقت کا لبادہ اوڑھ کر یہ مسلمانوں کی صف میں قادیان کا قادیانی مار آستین تھا ممکن ہے کہ ہمارے بعض دوست اس پر چیں بہ جبیں ہوں۔ لیجئے اب ذیل کا یہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں :

عبدالمجید سالک قادیانی

انیس جیلانی نے اپنے نام آنے والے عبدالمجید سالک کے خطوط کو نوازش نامے کے نام سے عرصہ ہوا شائع کیا تھا۔ اس کتاب کے ص ۱۵ '۱۶ پر یہ اقتباس فیصلہ کن ہے۔ سالک صاحب لکھتے ہیں : " اس میں کوئی شبہ نہیں کہ میرے والدین اور میرے بھائی احمدی تھے اور اس پورے کنبے میں صرف میں ایک شخص ہوں جو ابتدائے عمر میں تو طبعاً اپنے گھر والوں کا ہم زبان رہا لیکن ہوش سنبھالنے کے بعد احمدیت سے میرا دور کا تعلق نہ رہا...... میں نہ قادیانی مرزائی ہوں نہ لاہوری۔ میرے عقائد ایک سیدھے سادھے مسلمان کے ہیں لیکن تکفیر کا سخت دشمن ہوں مرزائیوں کو بھی مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ سمجھتا ہوں...... میں مرزا صاحب اور آپ کے پیروکاروں کو کافر نہیں سمجھتا۔"

خلاصہ بحث

(۱)...... سالک کا خاندان باپ ' چچا بھائی وغیرہ پورا کنبہ قادیانی تھا۔

(۲)...... خود بھی ابتدائے عمر میں قادیانی رہا۔

(۳)...... بعد میں اپنے قادیانی ہونے کی تردید کی لیکن ساری عمر قادیانیوں کی وکالت کرتا رہا۔

(۴)...... عمر بھر قادیانیوں سے مراسم رہے۔

(۵)...... عمر بھر قادیانیوں کو مسلمان ثابت کرتا رہا۔

(۶)...... عمر بھر قادیانیوں کو مسلمان سمجھتا رہا۔

(۷)...... مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو کافر نہیں سمجھتا تھا۔

(۸)...... شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جھوٹا مدعی نبوت اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ جو ان کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں۔ عبدالمجید سالک ان حوالہ جات کی روشنی میں نہ صرف قادیانی تھا بلکہ قادیانی مفادات کے لئے ان کا مبلغ تھا۔ منافقت سے مسلمانوں میں شامل رہ کر قادیانی مفادات کے لئے کام کرنے پر مامور تھا۔ اب عبدالمجید سالک کے حوالہ جات سے قادیانی یہ ثابت کریں کہ مسلمان زعماء قادیانیوں کو اچھا سمجھتے تھے تو اس سے قادیانیوں کا مجرم ضمیر تو دھوکہ کھا سکتا ہے لیکن مسلمان اس سے کبھی بھی دھوکہ نہیں کھا سکتے۔

عبدالمجید سالک اور مولانا غلام رسول مہر

عبدالمجید سالک اور مولانا غلام

رسول مہر کے آپس میں گہرے تعلقات تھے اور مولانا غلام رسول مہر ایک علمی ادبی مسلمان شخصیت تھے۔ اس سے بعض رفقاء دھوکہ کھا جاتے ہیں کہ عبدالمجید سالک اگر قادیانی ہوتا تو مولانا غلام رسول مہر سے اس کے ایسے تعلقات کیوں کر تھے۔ تو ان صاحبان سے عرض ہے کہ جس طرح قطب دوران خواجہ غلام فرید ؒ پر قادیانیوں نے غلام محمد (اوچ شریف) کے قادیانی کو لگا رکھا تھا۔ اسی طرح عبدالمجید سالک بھی مولانا غلام رسول مہر پر قادیانیوں نے مسلط کر رکھا تھا۔ چنانچہ پروفیسر افضل حق قریشی زندہ سلامت ہیں لاہور میں رہتے ہیں۔ لائبریری سائنس یونیورسٹی کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں ان کے حوالہ سے ایک دوست نے بتایا وہ فرماتے ہیں کہ مولانا غلام رسول مہر فرماتے تھے کہ سالک مرزائی ہونے کے لئے مرزائیوں کی کتابیں میرے پاس لاتا تھا۔ مجھے یہ روایت ایک دوست نے بتائی مزید تفصیل قریشی صاحب سے پوچھی جاسکتی ہے۔

انصاف کا خون

سامعین گرامی! اب اس عبدالمجید سالک قادیانیت کے داعی ونقیب نے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے متعلق تحریر کیا کہ: مولانا ابوالکلام آزاد ؒ مرزا (قادیانی ملعون) کے دعویٰ مسیحیت سے سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان (مرزا) کی غیرت اسلامی وحمیت دینی کے قدر دان ضرور تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار "وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا صاحب کا انتقال انہی دنوں ہوا تو مولانا نے مرزا صاحب کی خدمات پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور آئے اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔ (یاران کہن ص ۴۲)

اس میں سالک صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد پر جو الزامات لگائے ان کی نوعیت یہ ہے:

(۱) ــــ مرزا کی خدمات اسلامی سے متاثر تھے۔ (مرزا کی غیرت اسلامی وحمیت دینی ثابت کرنے کے لئے سالک کی قادیانی چال ہے۔)

(۲) ــــ اخبار وکیل میں مرزا کی وفات پر شذرہ لکھا۔

(۳) ــــ مرزا کے جنازہ کے ساتھ بٹالہ تک گئے۔

جب ان الزامات پر مشتمل کتاب "یاران کہن" چھپ کر آئی تو مولانا ابوالکلام آزاد ؒ نے فوراً اس کتاب کے ناشر ادارہ کے نام تردیدی خط بھجوادیا کہ یہ بے بنیاد باتیں ہیں۔ سالک کو چاہئے کہ وہ خود ان کی تردید کریں۔ چنانچہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری خان محمد اجمل خان اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں۔ مولانا عبدالمجید سالک نے ایک کتاب "یاران کہن" کے نام سے لکھی ہے جس میں بعض بے بنیاد باتیں مولانا آزاد ؒ کے متعلق درج ہیں۔ مثلاً یہ کہ مولانا آزاد ؒ مرزا غلام احمد کی کتب سے بہت متاثر ہوئے یا جنازہ کے ساتھ قادیان گئے وغیرہ۔ مناسب ہے کہ سالک صاحب خود اس کی تردید کردیں۔ ـــــــ وکیل میں مرزا غلام احمد کی وفات پر جو مقالہ رافتتاحیہ چھپا تھا وہ منشی عبدالمجید کپور تھلوی کا لکھا ہوا تھا مولانا کا اس (اداریہ) سے کوئی تعلق نہ تھا۔ (ہفتہ وار چٹان ۱۳ فروری ۱۹۵۶ء)

اس خط کے شائع ہونے پر سالک صاحب نے مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کے پرائیویٹ سیکرٹری اجمل خان کو خط لکھا جو ۲۰ فروری ۱۹۵۶ء کے چٹان میں شائع ہوا۔ اس میں لکھا کہ مجھے "یاران کہن" میں بیان کردہ واقعات کی صحت پر اصرار نہیں اور میں آپ کی تردید کے آگے سر تسلیم خم کرتا ہوں۔ میں دہلی کلاتھ مل کے مشاعرہ پر ۲۵ فروری کو دہلی آرہا ہوں انشاء اللہ آستانہ عالیہ پر حاضر ہوکر اعتذار پیش کروں گا۔ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد ؒ کی خدمت میں آداب نیاز۔ چنانچہ سالک صاحب دہلی

گئے تو مولانا سے بھی ملنے گئے۔ چنانچہ اپنے ایک ۷ مارچ ۱۹۵۶ء کے مکتوب میں انیس جیلانی کے نام سالک نے لکھا کہ :

"دہلی میں مولانا ابوالکلام آزاد "سے ملاقات ہوئی چونکہ مولانا کی طبیعت ناساز تھی' اس لئے ملاقات مختصر رہی۔ ورنہ تندرستی کی حالت میں تو وہ دو دو گھنٹے میرے ساتھ گفتگو کیا کرتے ہیں۔ دوران ملاقات انہوں نے فرمایا آپ میرے مدۃ العمر کے عزیز ہیں اس لئے مجھے شکایت ہوئی کہ خلاف واقعہ بات آپ کے قلم سے کیوں نکلی............ کہنے لگے اب اس کی تردید کر دیجئے۔ میں نے کہا تردید کر چکا ہوں۔ آپ چاہیں گے تو مزید تردید کر دوں گا۔(نوازش نامے ص ۲۰)

بد دیانتی کی انتہاء

سالک نے "یاران کہن" میں قادیانی موقف کی حمایت کی جو مولانا پر قادیانی الزام لگاتے تھے وہی الزام سالک نے نہ صرف دہرایا بلکہ اسے سند جواز بخشنے کے لئے اپنی کتاب میں چھاپا جو ادارہ چٹان سے شائع ہوئی۔ کتاب کے چھپتے ہی مولانا ابوالکلام آزادؒ نے یہ بات پڑھی تردید کر دی' لاتعلقی کا اعلان کیا' اور ان کو بے بنیاد قرار دیا۔ سالک نے کہہ دیا کہ سر تسلیم خم میری معذرت اور زبانی معذرت کے لئے دہلی آرہا ہوں تو ملوں گا۔ وہاں گیا تو مولانا نے خود سالک کے سامنے اسے خلاف واقعہ قرار دیا۔ مولانا کے متعلق یہ الزام تھا۔ انہوں نے تحریری و تقریری اس کی تردید کر دی ۔ اب سالک کی قادیانیت والی ضد ہٹ دھرمی اور قادیانیت کی وکالت اور کذب وافتراء کی آبیاری کو ملاحظہ کیجئے۔

اسی خط میں انیس جیلانی کو لکھتے ہیں کہ آئینہ صداقت مفتی صادق کا (ربوہ) سے مجھے ملا ہے۔ یہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا۔ اس میں ہے کہ مولانا آزاد ہمدردی کے اظہار میں اسٹیشن تک تشریف لائے۔

اب سالک کی قادیانیت سے نیاز مندی کو دیکھئے کہ مولانا آزاد کی تردید جو خلاف واقعہ ہے وہ ان کے لئے سود مند نہیں البتہ مرزائی کذابوں اور افتراء پردازوں کی روایت سالک کے لئے حرز جان کا درجہ رکھتی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی خدمت ہے جو قادیانیت کی سالک صاحب کو کرنی چاہیے تھی۔

سالک کا بیہودہ استدلال

سالک نے انیس جیلانی کو اپنے خط میں لکھا کہ اب میں کیا عرض کروں۔ مرزائیوں نے آج سے ۴۸ سال پہلے بیان کیا تھا کہ مولوی محی الدین احمد آزاد کلکتہ والے جو وکیل کے ایڈیٹر ہیں۔ انہوں نے بے حد ہمدردی کا اظہار کیا' اور ہمارے ساتھ امرتسر سے بٹالہ تک گئے۔ جب ہم مرزا کا جنازہ لئے جارہے تھے۔ اب اگر مولانا نصف صدی کے بعد اس سے انکار کرتے ہیں تو میرے پاس اس کے سوا کیا رہ جاتا ہے کہ سر تسلیم خم کر دوں۔ دوسری بات شذرہ کے متعلق ۴۸ سال کے دوران میں مرزائیوں نے سینکڑوں بار اس شذرہ کو شائع کر کے مولانا ابوالکلام آزاد سے منسوب کیا۔ لیکن اس طویل مدت میں مولانا یا ان کے کسی قریبی نیاز مند نے اس کی تردید نہ کی۔ (نوازش نامے ص ۱۸)

(ا).......... "یاران کہن" کا حوالہ آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اس میں سالک صاحب نے لکھا کہ مولانا امرتسر سے لاہور آئے' لاہور سے بٹالہ مرزا کے جنازہ کے ساتھ گئے۔

اب اس خط میں تحریر کرتے ہیں کہ امرتسر سے بٹالہ تک ساتھ گئے۔ جب کہ قارئین (قادیانی مفتی صادق کے آئینہ صداقت) کے دیئے ہوئے سالک کے قلم سے حوالہ کو پڑھ چکے ہیں۔ کہ مولانا صرف اسٹیشن تک ساتھ آئے۔ اب اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ کہ قادیانیوں نے مولانا پر صرف اتنا الزام لگایا ہے کہ اسٹیشن تک ساتھ آئے لیکن سالک نے اسے امرتسر سے لاہور اور لاہور سے بٹالہ تک

پھیلا دیا۔ جب کہ بات ہی در حقیقت بے بنیاد ہے۔ مولانا آزادؒ اس کی تحریری وزبانی تردید کررہے ہیں لیکن سالک صاحب قادیانی موقف کو قبول کرتے ہیں اور مولانا کے موقف کو رد کردیتے ہیں' یہی وہ سالک کی قادیانیت والی رگ ہے جس پر نشتر رکھنا ضروری تھا۔

(۲)............ امرتسر وکیل اخبار کے مولانا ایڈیٹر تھے۔ لیکن جو شذرہ شائع ہوا وہ مولانا کا نہیں بلکہ عبدالمجید کپور تھلوی کا تھا۔ مولانا پر اس کی کیسے ذمہ داری عائد ہوگئی؟ مولانا ایڈیٹر ضرور تھے مگر ملازم تھے' اخبار کی پالیسی مالک کی ہوتی ہے ایڈیٹر کی نہیں۔ تو پھر مولانا پر کیسے الزام عائد کیا جاسکتا ہے' سوائے اس کے کہ خوف خدا سے عاری ہوکر قادیانیت کی حمایت پر کمربستہ ہوکر جس مسلم رہنما پر چاہیں الزام لگادیں۔

(۳)............ یہ بات کہ مرزائی الزام لگا رہے اور ان باتوں کو شائع کررہے تھے تو مولانا نے تردید کیوں نہیں کی۔ قارئین جو مولانا کے مزاج کو جانتے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ مولانا آزاد بڑے سے بڑے آدمی کے اعتراض کا بھی جواب نہ دیتے تھے۔ وہ ان جھگڑوں میں نہ پڑتے تھے کہ تردید وتائید کے چکر میں پڑیں۔ قادیانی بکواس کرتے رہے وہ صرف مولانا آزاد پر نہیں رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس' حضرات صحابہ کرامؓ' تابعینؒ' آئمہ کرام' پھر شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی سے خواجہ غلام فریدؒ تک کونسی شخصیت ہے جس پر انہوں نے جھوٹا الزام نہیں لگایا کہ وہ سب اجرائے نبوت کے قائل تھے۔ قرآن مجید' احادیث شریف' تاریخ' کونسی کتاب ہے جس میں انہوں نے اپنی ملحدانہ کمال بددیانتی سے الزام تراشی نہیں کی اگر مولانا پر انہوں نے الزام لگادیا تو یہ کوئی مستقد نہیں۔ ان کی اس یاوہ گوئی پر مولانا کو واقعی نوٹس نہیں لینا چاہیے تھا۔ کتے بھونک رہے قافلہ چل رہا ہے۔ قافلہ کو سفر جاری رکھنا چاہیے' یہ کارواں اگر لٹھ لے کر کتوں کے پیچھے پڑ جائے پھر تو سفر ہوگیا؟ اس لئے مولانا نے قادیانی الزام کو ہرکاہ سے زیادہ وقعت نہیں دی۔ ہاں جب اپنے ملنے والے محبت کا دم بھرنے والے کی منافقت کا پردہ چاک ہوا اس نے بھی قادیانیوں والی راگنی الاپی وہ بات پھر اپنے ایک عزیز کے نشریاتی ادارہ چٹان کی شائع شدہ کتاب میں شائع ہوگئی تو مولانا نے اس کی تردید کردی۔ ان حقائق کے ہوتے ہوئے کوئی شخص یہ کہے کہ مولانا آزاد مرزا قادیانی یا اس کے ماننے والوں سے متعلق نرم گوشہ رکھتے تھے تو سمجھا جائے گا کہ یہ قادیانیوں کے منہ سے اگلے ہوئے نوالہ کی جگالی ہے اور بس۔

سالک کے ظاہر وباطن کا فرق

خود سالک نے اپنے نجی خطوط جو اس بحث سے متعلق انیس جیلانی کو تحریر کیے اس میں:

(۱)..... قادیانیت کی خوب وکالت کی۔

(۲)..... قادیانیوں کو مسلمان قرار دیا۔

(۳)..... مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان قرار دیا۔

(۴)..... اپنے پورے خاندان کے قادیانی ہونے کو تسلیم کیا۔

(۵)..... مولانا ازاد پر قادیانی متذکرہ الزام کو صحیح قرار دیا۔

پھر سوچا کہ اگر یہ باتیں شائع ہوگئیں تو پھر کیا ہوگا۔ کہ منافق چہرے سے نقاب الٹ جائے گا۔ مجھے قادیانی صف میں ہی پناہ ملے گی تو لکھا کہ:

"اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں بے تکلف اپنے خیالات کا اظہار کرتا رہوں تو اشاعت کا خیال بھی نہ کیجئے ورنہ میری آپ کی تحریر منافقانہ ہوجائے گی اور ہر ہر لفظ احتیاط سے لکھنا پڑے گا۔ (نوازش نامے ص۱۹)

سالک تو مرگیا اپنے رب کے

باقی صفحہ ۲۶ پر

فتنہ پرویزیت پر صدر اور وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط

محترمی و مکرمی جناب محمد رفیق تارڑ صدر پاکستان'
جناب محمد نواز شریف وزیر اعظم پاکستان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ جناب کے علم میں ہوگا کہ غلام احمد پرویز اپنے زمانے میں تمام مکاتب فکر کے علماً عرب و عجم کے فتاویٰ اور رائے میں کافر و مرتد قرار دیا جا چکا ہے' جس کی تفصیل اس کی گمراہ کن اور خلاف اسلام تحریروں کی روشنی میں مفتی اعظم مولانا ولی حسنؒ کے مرتب کردہ مستقل کتابچے "فتنہ انکار حدیث" دارالافتا جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی اور "پرویز کے بارے میں علماً کا متفقہ فتویٰ" شعبہ تصنیف مدرسہ عربیہ اسلامیہ' نیو ٹاؤن کراچی میں ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت سے چھپوا کر محفوظ کرلی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس موضوع پر مختلف اہل علم اور صاحب الرائے حضرات نے کتابیں لکھ کر مسلمانوں کو اس فتنہ کی خطرناکی سے آگاہ کیا ہے تاکہ وہ اپنے ایمان کی حفاظت کر سکیں۔ یہ تصانیف مارکیٹ میں بکثرت دستیاب ہیں۔

پرویز کی موت کے بعد پرویزی فتنہ کچھ عرصہ خوابیدہ رہا لیکن پچھلے کچھ سالوں سے یہ ایک نئی آب و تاب کے ساتھ اور خوب سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت دوبارہ فعال ہو کر ابھرا ہے اور نہایت تیزی سے پاکستان اور پاکستان سے باہر بیشتر ممالک میں پڑھے لکھے سادہ لوح خالی الذہن پاکستانی مسلمانوں کے اذہان اور ایمان کو مسموم کرنے کے مشن پر سرگرم عمل ہے' اس سلسلے میں اندرون ملک دور دراز علاقوں میں اور بیرون ملک بڑے بڑے شہروں میں ان کے سینکڑوں مراکز قائم ہوئے ہیں' جہاں ویڈیو اور آڈیو کیسٹوں کے ذریعہ پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر کی جاتی ہے اور جدید الیکٹرانک میڈیا کی سہولیات سے مسلمانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر گمراہ کیا جارہا ہے اور انہیں پرویزی کیسٹیں' پمفلٹ' رسالے اور دیگر لٹریچر فری مہیا کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں مقتدر شخصیات کے پتے حاصل کر کے ان کو ماہانہ رسالہ "طلوع اسلام" اور پرویزی لٹریچر فری ارسال کیا جاتا ہے تاکہ وہ ان کی نام نہاد گمراہ کن اور اسلام دشمن دعوت فکر قرآن کی طرف متوجہ ہو کر پرویزی تحریک میں شامل ہو جائیں ان کی یہ کوشش کامیاب بھی ہو رہی ہے' جو ایک اسلامی اور نظریاتی ریاست پاکستان کی آئینی اساس کی کھلی خلاف ورزی ہے اور اندیشہ ہے کہ آئندہ چل کر یہ تحریک قادیانیت کی طرح ملک و قوم کے لئے چیلنج بن جائے گی' کیونکہ قادیانیت اور پرویزیت میں قدر مشترک یہ ہے کہ اول الذکر کی بنیاد ختم نبوت کے انکار پر رکھی گئی ہے اور ثانی الذکر انکار حجت حدیث وسنت پر مبنی ہے' یہ دونوں باطل نظریے ایسے ہیں جن کا مقصد مسلمانوں کی مرکزیت کو ختم کرنا ہے کیونکہ اسلام و ایمان کی اساس نبی آخر الزمان جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے جو باری تعالیٰ عزوجل سے بنی نوع انسان کے لئے اللہ کا آخری دین اسلام لے کر مبعوث ہوئی ہے' جس کے لئے دائمی دستور حیات "قرآن" کی صورت میں اور قرآن پاک کی عملی تشریح و توضیح صاحب قرآن (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت کی شکل میں اس امت کو عطا کئے گئے تاکہ فہم دین اور اس پر عمل میں کوئی دشواری نہ ہو اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے دین کو مسلمانوں کے لئے آسان سے آسان تر بنا دیا۔ قرآن کا قرآن ہونا یعنی کلام الٰہی ہونا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی بتایا' جس پر ایمان کی بنیاد رکھی گئی تو کیونکر ممکن ہوگا کہ اس قرآن کی تشریح و توضیح اور اس کے احکامات کی عملی شکل جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کی وہ مسلمانوں کے لئے حجت اور قابل تقلید و عمل نہ ہو۔ انبیاً کی بعثت کا مقصد ہی یہ رہا ہے کہ وہ اللہ اور بندوں کے درمیان واسطہ رہے ہیں اور احکامات الٰہیہ پر عمل کا علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کر کے اپنی اپنی امتوں تک پہنچاتے رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت قرآن پاک میں چار مقامات پر وارد ہوئے ہیں جن میں بالتصریح بیان کیا گیا ہے کہ کتاب (قرآن) کی تلاوت اور اس کے علم و حکمت کا سکھانا (سنت و حدیث) یعنی اس کے احکامات اور ان پر عمل کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہے پرویز نے اپنی من مانی تفسیر اور رائے کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قرآنی حیثیت کا انکار کیا ہے جو صحابہ کرام' تابعین' مفسرین و محدثین' تمام ائمہ کرام اور اجماع امت کے سراسر خلاف ہے اور قرآن پاک میں جس پر وعید اس طرح بیان ہوئی ہے:

ترجمہ: "اور جو کوئی مخالفت کرے رسول کی جبکہ کھل چکی اس پر سیدھی راہ اور چلے

سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف تو ہم حوالہ کریں گے اس کو وہی طرف جو اس نے اختیار کی اور ڈالیں گے ہم اس کو دوزخ میں اور وہ بہت ہی بری جگہ پہنچا۔" (سورۃ النساء ۱۱۵)

محض اپنے ظن اور من پسندی سے قرآن پاک اور دین حق کی تشریح کرنے کے بارے میں قرآن پاک کی یہ آیات قابل غور ہے:

ترجمہ: "اور وہ اکثر چلتے ہیں محض اٹکل (ظن) پر' سو اٹکل کام نہیں دیتی حق بات میں کچھ بھی اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔" (سورۃ یونس: ۳۶)

پرویز کا نام نہاد فکر قرآن اور شعائر اسلام کی من گھڑت تشریح مسلمہ حقائق قرآن کے انکار اور حدیث وسنت کی دشمنی پر مبنی ہے تاکہ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو متنازعہ بنا کر شکوک و شبہات کا ایسا جال بچھا دیا جائے' جس سے وہ انتشار کا شکار ہو کر ہمیشہ کے لئے بھٹکتے رہیں اور ان کی قوت کبھی مجتمع نہ ہو سکے' یہ پاکستان میں اسلام کے خلاف ایسا خارجی مشن ہے جسے پرویز کے بعد اس کے متبعین بزم طلوع اسلام کے پلیٹ فارم سے پایہ تکمیل تک پہنچانے میں ہمہ تن مصروف ہیں' پرویزیوں نے انٹرنیٹ پر اور خصوصی پمفلٹ میں اپنی تحریک کے جو مقاصد تحریر کئے ہیں ان میں دجل و دھوکہ سے کام لیتے ہوئے' قرآن و سنت کا نام استعمال کیا ہے تاکہ ان کی سنت دشمنی پر پردہ پڑا رہے اور زیادہ سے زیادہ لوگ ان کا شکار ہو سکیں۔ حالانکہ پرویز کی تحریک کی بنیاد ہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفی اور مخالفت پر رکھی گئی ہے اور اس کی تمام تصانیف میں بیان کردہ پرویزی افکار و نظریات اس پر شاہد ہیں۔ پرویزیوں کے اس دجل پر حضرت علی کرم وجہہ کا خارجیوں کے بارے میں یہ قول بعینہ صادق آتا ہے کہ: "ان کی زبان پر قرآن ہے لیکن دل میں دجل و فریب۔"

اسلامی ثقافتی ایام کو منانے کے بجائے پرویزی ملکی تہواروں یوم پاکستان' اقبال ڈے اور قائد اعظم ڈے منانے کی آڑ میں اجتماعات منعقد کرتے ہیں' جن میں سیاسی و سماجی شہرت کی سرکاری اور غیر سرکاری شخصیات کو بطور مہمانان خصوصی مدعو کر کے ان کی شہرت اور اثر و رسوخ سے لوگوں کو متاثر کیا جاتا ہے اور ان شخصیات سے پرویز اور بزم طلوع اسلام کی تعریف میں بیان دلوا کر اپنے اسلام دشمن عزائم کی تکمیل کے لئے راستہ ہموار کیا جاتا ہے' انہی اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر بھی کی جاتی ہے اور آخر میں پرویزی لٹریچر فری تقسیم کیا جاتا ہے۔

یہ پر تکلف اجتماعات' وسیع پیمانے پر لٹریچر کی ترسیل و تقسیم' دفاتر و مراکز کا قیام' انٹرنیٹ پر ویب سائٹ کا حصول' سیٹلائٹ' ٹی وی کا استعمال' شعبہ اشاعت کی وسعت اور انتظامی امور کا نظام وغیرہ وغیرہ کے لئے فنڈز کہاں سے آتے ہیں؟ یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے علاوہ ازیں لاہور میں جوہر ٹاؤن کے علاقہ میں برلب سڑک و نہر وسیع و عریض بیش قیمت قطعہ اراضی حاصل کرنے کے بارے میں سنا گیا ہے جس کے متعلق بھی تحقیق کی ضرورت ہے کہ وہ کیسے حاصل کیا گیا مفت میں یا قیمت پر اور اگر قیمتاً تو اتنی بڑی رقم کہاں سے آئی؟ یہ زمین سرکاری تھی یا غیر سرکاری؟ یہ پر اسراریت تحقیق کی متقاضی ہے وہ کیا عزائم ہیں جن کی تکمیل کے لئے اتنے بڑے پیمانے پر کام ہو رہا ہے اس کی پشت پناہی میں کونسی قوت کار فرما ہے؟ بظاہر دینی کام کی آڑ میں سیاسی شخصیات اور بیوروکریسی کو شریک کر کے کیا مقاصد حاصل کئے جاتے ہیں۔ طلوع اسلام کی تحریک جو انڈین سول سروس کے ملازم غلام احمد پرویز نے "انکار حدیث" کے فلسفہ پر اپنے گھر کے صحن سے شروع کی کس طرح پاکستان کے کونے کونے اور اطراف عالم میں پھیل گئی؟ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے "بزم طلوع اسلام" کو نئے سرے سے منظم کرنے میں کن لابیوں کا ہاتھ ہے جو یقیناً توجہ طلب ہے۔

کویت میں بزم طلوع اسلام کے ایسے ہی سیاسی اجتماعات قومی تہواروں کی آڑ میں منعقد کئے گئے' جن میں پاکستان سے قومی اسمبلی کے ممبر طارق عزیز اور سابق وزیر اعظم ملک معراج خالد اور دیگر کئی سماجی شخصیات کو بلوایا گیا اور فائیو اسٹار ہوٹلوں میں اجلاس کا اہتمام ہوا ان اجتماعات میں پرویزی افکار و نظریات کی تبلیغ کی گئی اور پرویزی لٹریچر بانٹا گیا۔ علاوہ ازیں پاکستانی اسکولوں میں پرویزی لٹریچر وسیع پیمانے پر بھیجا گیا تاکہ نوخیز طلباً کے ذہنوں کو مسموم کیا جائے طلباً تک رسائی کے لئے مشنری طرز پر ان کو وظائف کی پیش کش کی گئی۔ اخبارات میں اشتہارات دے کر اپنے مرکز میں ہفتہ وار پرویزی درس کی دعوت کی تشہیر کا سلسلہ شروع کیا گیا' مفت لٹریچر بھیجنے کے لئے پاکستانیوں سے بذریعہ ڈاک و فیکس ایڈریس مانگے گئے' اسی طرح کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے پیش نظر پاکستانی حلقوں کے معروف عالم دین اور اسکالر اور انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کویت کے مرکزی امیر مولانا ڈاکٹر احمد علی سراج نے پرویزی گمراہ کن اور اسلام دشمن تحریروں کا عربی میں ترجمہ کروا کر کویت کے وزارۃ الاوقاف کو پیش کیا چنانچہ کویت کے علماً کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے متفقہ طور پر پرویز اور اس کے پیروکاروں

باقی صفحہ ۲۶ پر

چھ سو امریکی خواتین کا قبول اسلام

نومسلم امینہ جناں کی ایمان افروز سرگزشت

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے میں مطمئن ہو گئی اور تاریخ اسلام کے مطالعہ اور اپنے مسلمان کلاس فیلوز نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور میرے ضمیر کو سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام قبول کر لیا (عیسائی مبلغہ لیہ جناں) ایک ایسی نیک بخت نومسلم خاتون کی ایمان افروز سرگزشت جنہوں نے اپنے والدین' بہن بھائی' شوہر حتی کہ اپنے بچوں سے علیحدگی اور جدائی گوارا کرلی مگر اسلام کی حقانیت سے دستبردار نہ ہوئی' امینہ جناں صاحبہ کہتی ہیں کہ جب میں امریکی خواتین کو کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والے حقانیت اسلام کے دلائل پیش کرتی ہوں تو وہ بھی اسلام قبول کر لیتی ہیں اور میری باتوں سے متاثر ہو کر اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں.........(مدیر)

میرے والدین پروٹسٹنٹ عیسائی تھے اور ننھیال و ددھیال دونوں طرف مذہب کا بڑا چرچا تھا۔

ہائی اسکول کی تعلیم ختم ہوئی تو میری شادی ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میں ماڈلنگ کے پیشے سے منسلک ہو گئی۔ خدا نے مجھے اچھی شخصیت عطا کی تھی اور میں خوب محنت کرتی تھیں اس لئے میرا کاروبار خوب چمکا تو پیسے کی ریل پیل ہو گئی۔ شوفر' بہترین گاڑیاں' غرض آسائش کا ہر سامان میسر تھا۔ حالت یہ تھی کہ بعض اوقات ایک جوتا خریدنے کے لئے میں ہوائی سفر کر کے دوسرے شہر جاتی تھی۔ اس دوران میں ایک بیٹے اور بیٹی کی ماں بھی بن گئی' مگر سچی بات ہے کہ ہر طرح کے آرام و راحت کے باوجود دل مطمئن نہ تھا۔ بے سکونی اور اداسی جان کا گویا مستقل آزار بن گئی تھی اور زندگی میں کوئی زبردست خلا محسوس ہوتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ میں نے ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا اور دوبارہ مذہبی زندگی اختیار کر لی اور محنت تعلیمی اداروں میں مذہبی تبلیغ کی رضاکارانہ خدمات انجام دینے لگی۔

اس کے ساتھ ہی میں نے مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ خیال تھا کہ اس بہانے شاید روح کو کچھ سکون ملے گا۔ اس وقت میری عمر تیس برس تھی۔

اسے میری خوش قسمتی ہی کہئے کہ مجھے ایک ایسی کلاس میں داخلہ مل گیا جس میں سیاہ فام اور ایشیائی طالب علموں کی خاصی بڑی تعداد تھی۔ بڑی پریشان ہوئی' مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ مزید گھٹن یہ دیکھ کر محسوس ہوئی کہ ان میں خاصے لوگ مسلمان تھے اور مجھے مسلمانوں سے انتہائی نفرت تھی۔ میرے نزدیک عام یورپی سوچ کی طرح اسلام وحشت و جہالت کا مذہب تھا اور مسلمان غیر مہذب' عیاش' عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفوں کو زندہ جلا دینے والے لوگ تھے۔ امریکہ اور یورپ کے عام مصنفین اور مورخ یہی کچھ لکھتے آرہے ہیں۔ بہر حال شدید ذہنی کوفت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ پھر اپنے آپ کو سمجھایا کہ میں ایک مشنری ہوں' کیا عجب کہ خدا نے مجھے ان کافروں کی اصلاح کے لئے یہاں بھیجا ہو' اس لئے مجھے پریشان نہیں ہونا چاہئے۔ چنانچہ میں نے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کیا تو حیرت میں مبتلا ہو گئی کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ دیگر سیاہ فام نوجوانوں سے بالکل مختلف تھا۔ وہ شائستہ' مہذب اور باوقار تھے۔ وہ عام امریکی نوجوانوں کے برعکس لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہ کرتے۔ نہ آوارگی اور عیش پسندی کے رسیا تھے۔ میں تبلیغی جذبے کے تحت ان سے بات کرتی' ان کے سامنے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتی تو وہ بڑے وقار اور احترام سے ملتے اور بحث میں الجھنے کے بجائے مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔

میں نے اپنی کوششوں کو یوں بے کار جاتے دیکھا تو سوچا کہ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے نقائص اور تضادات سے آگاہ ہو کر مسلمان طالب علموں کو زچ کر سکوں' مگر دل کے گوشے میں یہ احساس بھی تھا کہ عیسائی پادری' مضمون نگار اور مورخ تو مسلمانوں کو وحشی' گنوار' جاہل اور نہ جانے کن کن برائیوں کا مرقع بتاتے ہیں' لیکن امریکی معاشرت میں پلنے بڑھنے والے

ان سیاہ فام مسلمان نوجوانوں میں تو اسے کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ یہ باقی سب طلبہ سے مختلف و منفرد پاکیزہ رویے کے حامل ہیں' پھر کیوں نہ میں خود اسلام کا مطالعہ کروں اور حقیقت حال سے آگاہی حاصل کروں۔ چنانچہ اس مقصد کی خاطر میں نے سب سے پہلے قرآن کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ کتاب دل کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی اپیل کرتی ہے۔ عیسائیت پر غور و فکر کے دوران اور مطالعہ بائبل کے نتیجے میں ذہن میں کتنے ہی سوال پیدا ہوتے تھے' مگر کسی پادری یا دانشور کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا اور یہی تشنگی روح کے لئے مستقل روگ بن گئی تھی...... مگر قرآن پڑھا تو ان سارے سوالوں کے ایسے جواب مل گئے جو عقل اور شعور کے عین مطابق تھے۔ مزید اطمینان کے لئے اپنے کلاس فیلو مسلمان نوجوانوں سے گفتگوئیں کیں اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ میں اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا نقطہ نظر صریحاً بے انصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔

مزید اطمینان کی خاطر میں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی تعلیمات کا مطالعہ کیا تو یہ دیکھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ امریکی مصنفین کے پروپیگنڈے کے بالکل برعکس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں' خصوصاً انہوں نے عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس سے پہلے یا بعد میں کوئی مثال نظر نہیں آتی۔

ماحول کی مجبوریوں کی بات دوسری ہے' ورنہ میں طبعاً شرمیلی ہوں اور خاوند کے سوا کسی مرد سے بے تکلفی پسند نہیں کرتی۔ چنانچہ جب میں نے پڑھا کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بے حد حیادار تھے اور خصوصاً عورتوں کے لئے عفت و پاکیزگی اور حیا کی تاکید کرتے رہے تو میں بہت متاثر ہوئی اور اسے عورت کی ضرورت اور نفسیات کے عین مطابق پایا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کا درجہ جس قدر بلند فرمایا اس کا اندازہ اس قول سے ہوا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر تو میں جھوم اٹھی کہ عورت نازک آبگینے کی طرح ہے...... اور تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

قرآن اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے میں مطمئن ہو گئی اور تاریخ اسلام کے مطالعے اور اپنے مسلمان کلاس فیلو نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور میرے ضمیر کو میرے سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کا ذکر میں نے مذکورہ طالب علموں سے کیا تو وہ ۱۲ مئی ۷۷ء کو میرے پاس چار ذمہ دار مسلمانوں کو لے آئے۔ ان میں سے ایک ڈینور کی مسجد کے امام صاحب تھے۔ چنانچہ میں نے ان سے چند مزید سوالات کئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔

میرے قبول اسلام پر سارے خاندان پر گویا بجلی گر پڑی۔ ہمارے میاں بیوی کے تعلقات واقعی مثالی تھے اور میرا شوہر مجھ سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا' مگر میرے قبول اسلام کا سن کر اسے غیر معمولی صدمہ ہوا۔ میں اسے پہلے بھی قائل کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی اور اب پھر سمجھانے کی بہت سعی کی' مگر اس کا غصہ کس طرح ٹھنڈا نہ ہوا اور اس نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی اور میرے خلاف عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ عارضی طور پر دونوں بچوں کی پرورش میری ذمہ داری قرار پائی۔

میرے والد بھی مجھ سے گہری قلبی وابستگی رکھتے تھے' مگر اس خبر سے وہ بھی بے حد برافروختہ ہوئے اور غصے میں ڈبل بیرل شاٹ گن لے کر میرے گھر آگئے تاکہ مجھے قتل کر ڈالیں...... مگر خدا کا شکر ہے کہ میں بچ گئی اور وہ ہمیشہ کیلئے قطع تعلق کر کے چلے گئے۔

میری بڑی بہن ماہر نفسیات تھی۔ اس نے اعلان کر دیا کہ یہ کسی دماغی عارضہ میں مبتلا ہو گئی ہے اور اس نے سنجیدگی سے مجھے نفسیاتی انسٹیٹیوٹ میں داخل کرانے کے لئے دوڑ دھوپ شروع کر دی۔ میری تعلیم مکمل ہو چکی تھی' میں نے معاشی ضرورتوں کے پیش نظر ایک دفتر میں ملازمت حاصل کی' لیکن ایک روز میری گاڑی کو حادثہ پیش آگیا اور تھوڑی سی تاخیر ہو گئی تو مجھے ملازمت سے نکال دیا گیا۔ گھر والوں کے نزدیک میرا اصل جرم یہی تھا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس کے ساتھ ہی حالت یہ تھی کہ میرا ایک بچہ پیدائشی طور پر معذور تھا۔ وہ دماغی طور پر بھی نارمل نہ تھا اور اس کی عام صحت بھی ٹھیک نہ تھی جبکہ بچوں کی تحویل اور طلاق کے مقدمے کے باعث امریکی قانون کی رو سے فیصلہ ہونے تک میری ساری جمع پونجی منجمد کر دی گئی تھی۔ ملازمت بھی ختم ہوئی تو میں بہت گھبرائی اور بے اختیار رب جلیل کے حضور سربسجود ہو گئی اور گڑگڑا

کر خوب دعائیں کیں۔ اللہ کریم نے میری دعائیں قبول فرمالیں اور دوسرے ہی روز میری ایک جاننے والی خاتون کی کوشش سے مجھے ایسٹر سیل پروگرام میں ملازمت مل گئی اور میرے معذور بچے کا علاج بھی بلامعاوضہ ہونے لگا' ڈاکٹروں نے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کیا اور اللہ کے خاص فضل سے یہ آپریشن کامیاب رہا' بچہ تندرست ہوگیا اور میری جان میں جان آئی...... لیکن آہ! ابھی آزمائشوں کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا۔ عدالت میں بچوں کی تحویل کا مقدمہ دو سال سے چل رہا تھا۔ آخر کار دنیا کے اس سب سے بڑے "جمہور" ملک کی "آزاد" عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ اگر بچوں کو اپنے پاس رکھنا چاہتی ہوں تو اسلام سے دست بردار ہونا پڑے گا کہ اس قدامت پرست مذہب کی وجہ سے بچوں کا اخلاق خراب ہوگا اور تہذیبی اعتبار سے انھیں نقصان پہنچے گا۔

عدالت کا یہ فیصلہ میرے دل و دماغ پر بجلی بن کر گرا۔ ایک مرتبہ تو میں چکرا کر رہ گئی' زمین اور آسمان گھومتے ہوئے نظر آئے' مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس کی رحمت نے مجھے تھام لیا اور میں نے دوٹوک انداز میں عدالت سے کہہ دیا کہ میں اپنے بچوں سے جدائی گوارا کرلوں گی مگر اسلام اور ایمان کی دولت سے دستبردار نہیں ہوسکتی' چنانچہ بچی اور بچہ دونوں باپ کی تحویل میں دے دیئے گئے۔

اس کے بعد ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے اپنا تعلق گہرا کرلیا اور تبلیغ دین میں منہمک ہوگئی۔ نتیجہ یہ کہ ساری محرومیوں کے باوجود میں ایک خاص قسم کے سکون اور اطمینان سے سرشار رہی۔

ایک زمانہ تھا کہ میں اتوار کا دن آرام کرنے کے بجائے کسی سنڈے اسکول میں بچوں کو عیسائیت کے اسباق پڑھاتی تھی' آج اللہ کے کرم سے میں اتوار کا دن اسلامک سینٹروں میں گزارتی ہوں اور وہاں مسلمان بچوں کو دینی تعلیم دینے کے علاوہ دیگر مضامین بھی پڑھاتی ہوں۔

یہ بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے کہ میں نے مختلف مقامات پر مسلم وومن اسٹڈی سرکل قائم کئے ہیں جن میں غیر مسلم خواتین بھی آتی ہیں' میں انھیں بتاتی ہوں کہ اسی امریکہ میں آج سے ڈیڑھ سو برس پہلے عورتوں کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی تھی اور ایک عورت کو گھوڑے سے بھی کم قیمت پر یعنی ڈیڑھ سو روپے میں خریدا جاسکتا تھا۔ بعد کے ادوار میں بھی عورت کو باپ یا شوہر کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا حتیٰ کہ اگر وہ شادی کے موقع پر ایک لاکھ ڈالر شوہر کے گھر میں لے کر جاتی اور چند ہی ماہ بعد اسے طلاق حاصل کرنا پڑتی تو وہ ساری رقم شوہر کی ملکیت قرار پاتی تھی۔ جبکہ اسلام آج سے چودہ صدی پہلے سے عورت کے حقوق کی آواز لگا رہا ہے اور اس اعزاز کی تو کہیں ادنیٰ سی بھی مثال نہیں ملتی کہ ماں کے قدموں میں جنت قرار دی گئی ہے اور باپ کے مقابلے میں اسے تین گنا واجب الاحترام قرار دیا گیا۔

جب میں یہ تقابلی موازنہ کرتی ہوں تو امریکی عورتوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ جاتے ہیں...... وہ تحقیق کرتی ہیں' مطالعہ کرتی ہیں اور جب انھیں یقین ہوجاتا ہے کہ میں صحیح بات کرتی ہوں اور واقعتاً اسلام نے عورت کو غیر معمولی حقوق و احترام عطا کئے ہیں تو وہ اسلام قبول کرلیتی ہیں۔ چنانچہ اللہ کا شکر ہے کہ میری باتوں سے متاثر ہو کر اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرہ اسلام میں داخل ہوچکی ہیں۔

AL-ABDULLAH JEWELLERS
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

☎: 7235487
رحمتِ کریمی
جیمس اینڈ جیولری' اسپیشلسٹ سپلائی گولڈ جیولری
امپورٹڈ اینڈ لوکل' گولڈ مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
پروپرائٹر: محمد سلیم میمن
چوتھی منزل کمرہ نمبر ۴۰۷ لاکھانی سینٹر سولجر بازار نمبر ۱ کراچی

اخبار ختم نبوت

مجلس تحفظ ختم نبوت

گوجرانوالہ کا اجلاس

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کا اجلاس مولانا عبدالرحمن آزاد کی صدارت میں ہوا' جس میں مجلس کے مرکزی امیر مولانا حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ کے شیخ زادے اور مجلس کے ممتاز رہنما حضرت مولانا صاحبزادہ حافظ محمد عابد کی رحلت پر اظہار افسوس کیا گیا اور ان کی رحلت کو مجلس کے لئے عظیم سانحہ اور ناقابل تلافی نقصان قرار دیتے ہوئے خصوصی دعا کی گئی۔ اجلاس سے حافظ محمد یوسف عثمانی' حافظ محمد ثاقب' چوہدری غلام نبی' حافظ شیخ بشیر احمد' قاری عبدالقدوس عابد' پروفیسر حافظ محمد انور' حافظ محمد اعظم گوندل ایڈووکیٹ' حافظ احسان الواحد' مولانا فقیر اللہ اختر' امان اللہ قادری' حافظ شوکت محمود صدیقی' سید احمد حسین زید' چوہدری ارشد محمود رندھاوا اور دیگر احباب نے شرکت کی۔

مولانا فقیر اللہ اختر اور مولانا غلام مصطفیٰ کی تبلیغی سرگرمیاں

مسلم کالونی چناب نگر (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا فقیر اللہ اختر نے چناب نگر (ربوہ) کے مبلغ مولانا غلام مصطفیٰ کے ہمراہ چناب نگر اور گردونواح کے دیہات کا دورہ کیا اور مرزائیت کی حقیقت اور ریشہ دوانیوں سے لوگوں کو آگاہ کر کے ان کو تدارک کے لئے آمادہ کیا۔ انہوں نے لوگوں میں مجلس کا لٹریچر بھی تقسیم کیا اور مسلم کالونی کی جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے بھی خطاب کیا۔ انہوں نے چنیوٹ' نجاریاں' چک مخدوماں' چک جوہد' ڈاور' احمد نگر اور لالیاں میں مختلف اجتماعات سے بھی خطاب کیا۔

ملک کی دہشت گردی میں قادیانی ملوث ہیں

بھکر (نمائندہ خصوصی) پاکستان میں دہشت گردی میں قادیانیت کا ہاتھ ہے۔ قادیانی ملک توڑنے کی سازشیں کر رہے ہیں' حکومت کے حساس ادارے اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں' مگر امریکی دباؤ کے تحت کارروائی کرنے میں معذور ہیں۔ یہ بات ماسٹر طارق نے جامعہ رشیدیہ میں جمعۃ المبارک کی تقریر میں کہی۔ آپ نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ جب ثابت ہو چکا ہے کہ قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں' ملکی راز دشمن ممالک کو پہنچا رہے ہیں تو قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے کیوں نہیں ہٹایا جا رہا۔ پاکستان نظریاتی ملک ہے۔ نظریہ پاکستان کے مخالفوں کا کلیدی آسامیوں پر فائز رہنا ملک اور قوم کے لئے نقصان دہ ہے۔ آپ نے جمعہ میں ختم نبوت بھکر کے رہنما ڈاکٹر دین محمد فریدی کو خراج تحسین پیش کیا کہ ڈاکٹر صاحب نے بھکر اور علاقہ تھل میں قادیانیت کے سامنے بند باندھ کر اس علاقہ کے امن کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے' ہر شخص کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ غیر مشروط تعاون کرنا چاہئے۔ ہمارے علاقہ کی بھلائی اس میں ہے کہ یہاں امن قائم رہے' قادیانی اس علاقہ کے امن کو تباہ کرنے کے لئے سرگرداں ہیں۔ جبکہ ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر میں امن کا داعی ہے۔ ہمارا تعاون غیر مشروط اس کے ساتھ ہے۔ جامعہ رشیدیہ سے جن حضرات کا تعلق ہے وہ سب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ضلع اوکاڑہ کی سرگرمیاں

اوکاڑہ (پ ر) دیپال پور' اوکاڑہ گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے علاقے میں تشکیل دیئے ہوئے پروگراموں میں بہت ہی خوبصورت انداز میں خطاب کئے اور علاقے کے علماً اور کارکنوں کے جذبات کی تعریف کی۔ جمعۃ المبارک کا خطبہ مدرسہ محمودیہ تعلیم القرآن شاہی مسجد دیپال پور میں دیا اور تحریک ختم نبوت کی جدوجہد کا ذکر انوکھے انداز میں کیا اور عوام الناس کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور قادیانیوں کی شرانگیز تحریروں کی طرف متوجہ کیا اور ہمیشہ قادیانیت سے بائیکاٹ کرنے کا وعدہ لیا بعد ازاں مسجد چشتیہ قادریہ قصبہ ۳۵ پی حویلی لکھا میں حضرت کا مثالی بیان ہوا' کیونکہ اس علاقے میں ضرورت تھی اس لئے کہ گردونواح میں ایک عظیم نامی قادیانی ہر سال پروگرام کرتے تھے امسال جب پتہ چلا چوہدری

غلام عباس تمنا ایڈووکیٹ دیپال پور کو مولانا عبدالرزاق مجاہد نے اطلاع دی اسی وقت وفد درخواست لے کر علاقے کی ذمہ دار پولیس کے افسران کو اطلاع دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر ان کے جلسہ کا پروگرام بند نہ ہوا تو پھر تمام ذمہ داری آپ پر ہو گی اور ہمیں کارکنوں کو روکنا مشکل ہو جائے گا تو انتظامیہ کے تعاون سے ان کا منصوبہ ناکام ہوا اور مسلمان ان کی خطرناک سازش سے محفوظ ہو گئے صبح کا درس جامع مسجد بلتیہ میں دیا مولانا سید مسعودالحسن شاہ صاحب کے ہاں بعد ازاں گورنمنٹ ہائی اسکول کے تین ہزار کے قریب طلباً تھے از ترد۔ علماً سے خطاب کرنے کے بعد کچہری دیپال پور میں حاضری دی اور ختم نبوت کانفرنس منڈی احمد آباد میں مولانا سید انور شاہ صاحب بخاری نے مثالی خطاب کیا اور مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی حضرت مہدی (علیہ الرضوان) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت کا تعارف قرآن و حدیث کی روشنی میں پیش کیا۔

مولانا سید طیب شاہ صاحب

ہمدانی کی رحلت!

قصور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ اور ضلع قصور کی روحانی علمی شخصیت گزشتہ دنوں انتقال کر گئی' حضرت اقدس مولانا سید نفیس الحسینی شاہ صاحب کے ساتھ خصوصی تعلق تھا اور ہمیشہ ختم نبوت کے مبلغین کارکنوں کی والہانہ سرپرستی کو ذریعہ نجات سمجھتے تھے اور ہمیشہ جب بھی یہ حقیر (عبدالرزاق مجاہد) حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں جاتا تو خوشی کا عجب سماں ہو جاتا ان کے گھر جا کر تعزیت کی اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کے درجات بلند فرمائے حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب' مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب' مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری اور ختم نبوت کے تمام مبلغین دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے تمام احباب ختم نبوت سے گزارش ہے کہ ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔

بقیہ : کھلا خط

کو کافر و مرتد قرار دے دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں پرویزیوں کو اپنا مرکز بند کرنا پڑا اور اس طرح سے ان کی اسلام دشمن سرگرمیاں اپنے انجام کو پہنچ گئیں۔

اس فتویٰ کی روشنی میں برصغیر کے علماً کرام سے بھی پرویز کے بارے فتویٰ کے جواب طلب کئے گئے اور سب نے ایک دفعہ پھر متفقہ طور پر پرویز کے کفر و ارتداد کی توثیق کی۔ پرویز کے خلاف ان تمام فتویٰ جات کی نقول آپ کے علم کے لئے ارسال خدمت ہیں اور آپ سے پرزور استدعا کی جاتی ہے کہ آپ فتنہ پرویزیت کی سنگینی کا نوٹس لیں اور پاکستان میں اس گمراہی کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ضروری اقدام کریں پاکستان جو کہ پہلے ہی فتنوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ فتنہ پرویزیت ایک بہت بڑا چیلنج بن کر ابھر رہا ہے جو کہ قادیانیت کا نیا روپ ثابت ہو گا۔

آپ پاکستان میں قرآن و حدیث پر مبنی نظام شریعت کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں جس کی کامیابی کے لئے ہم رات دن دعائیں کرتے ہیں' پرویزیت کا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حجیت سے انکار شریعت کے لئے آپ کی کوششوں کی کھلی مخالفت ہے 'جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

آپ سے یہ بھی درخواست ہے کہ آپ اپنے وزراً ممبران قومی و صوبائی اسمبلی اور دیگر اعلیٰ سرکاری عہدوں پر فائز شخصیات کو سخت ہدایات دیں کہ وہ بزم طلوع اسلام کے پروگراموں میں شرکت کر کے پرویزی افکار و نظریات کی تشہیر و ترویج کا ذریعہ نہ بنیں اور پرویزیوں کے آلہ کار ہونے سے بچیں تاکہ اسلام دشمنی اور مخالفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم گناہ کے وبال سے ان کی حفاظت ہو سکے۔

والسلام

داعی الخیر

عبدالخالق بھٹی

(ناظم نشر و اشاعت کویت)

بقیہ : عبدالمجید سالک قادیانی

حضور پیش ہے وہ ذات ہم سے زیادہ تیرے دل کے حال کو جانتی ہے لیکن آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ آپ زندگی بھر منافقت کرتے رہے اور بس۔ (جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے)

شبیر ہاشمی صاحب

آپ خیر سے جمیعۃ علماء پاکستان کے رہنما ہیں "یاران کہن و آئینہ صداقت" میں قادیانیوں نے مولانا آزاد پر اتنا الزام لگایا کہ وہ مرزا صاحب کے جنازہ پر اسٹیشن تک گئے ۔ آپ نے قادیانیوں سے آگے مولانا کے جنازہ پڑھنے کی کہانی گھڑ لی۔ محترم ہاشمی صاحب اے کاش! مولانا آزاد کی مخالفت میں آپ دیانت کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔ مولانا مرحوم کی مخالفت میں قادیانیوں کو تو فائدہ نہ پہنچائیں۔

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہو گی۔

فہرست کتب مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بمعہ رعایتی قیمت

۱	احتساب قادیانیت جلد اول	مولانا لال حسین اختر ؒ	۶۰
۲	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنی ؒ	۱۵۰
۳	تحفہ قادیانیت جلد اول	مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۱۲۰
۴	تحفہ قادیانیت جلد دوئم	〃 〃 〃	۱۰۰
۵	تحفہ قادیانیت جلد سوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۶	گفٹ فار قادیانیت (انگلش)	〃 〃 〃	۱۲۵
۷	عقیدہ حیات ونزول اکابر امت کی نظر میں	〃 〃 〃	۴۰
۸	احتساب قادیانیت جلد دوئم	مولانا محمد ادریس کاندھلوی ؒ	۱۲۰
۹	خطبات ختم نبوت جلد اول	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	۱۲۰
۱۰	〃 〃 جلد دوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۱	سوانح مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۶	تحریف بائیبل	مولانا عبداللطیف مسعود	۸۰
۱۳	مسئلہ رفع ونزول مسیح ؑ	〃 〃 〃	۱۲۰
۱۴	عقیدہ ختم نبوت و قادیانیت سوالاً جواباً	جناب صادق علی زاہد	۴۵
۱۵	کلمہ فضل رحمانی	قاضی فضل احمد گرداسپوری ؒ	۲۵
۱۶	ہائی کورٹ کے سات سوالوں کا جواب	مولانا محمد علی جالندھری ؒ	۱۰
۱۷	مرگ مرزائیت	جناب محمد طاہر رزاق	۴۵
۱۸	تحفظ ختم نبوت	〃 〃 〃	۷۰
۱۹	نغمات ختم نبوت	〃 〃 〃	۷۰
۲۰	قادیانی افسانے	〃 〃 〃	۴۰
۲۱	رد قادیانیت پر قلمی جہاد کی سرگزشت	جناب مولانا اللہ وسایا	۶۰
۲۲	تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جلد سوئم	〃 〃 〃	۱۲۰
۲۳	قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ کی کارروائی	〃 〃 〃	۱۰۰
۲۴	رئیس قادیان	مولانا محمد رفیق دلاوری ؒ	۱۰۰
۲۵	قادیانیت سے اسلام تک	جناب محمد متین خالد	۱۲۰
۲۶	غدار پاکستان	〃 〃 〃	۱۲۰
۲۷	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	صاحبزادہ طارق محمود	۱۰۰
۲۸	تحفظ ناموس رسالت	جناب ایچ ساجد اعوان	۱۲۰
۲۹	ہر چہ گویم حق گویم	جناب امین گیلانی	۱۰
۳۰	لاہور ہائی کورٹ کا فیصلہ	چیف جسٹس خلیل الرحمن	۱۰
۳۱	اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے	جناب محمد فیاض اختر ملک	۱۰۰
۳۲	الخلیفۃ المہدی فی الاحادیث الصحیحہ	مولانا سید حسین احمد مدنی ؒ	۱۵
۳۳	بائیس جھوٹے نبی	جناب نثار احمد خان	۵۰

نوٹ: کتب بذریعہ ڈاک منگوانے پر بائیس روپے فی کلو علاوہ قیمت کتاب ہے۔
وی پی کی سہولت ممکن نہیں۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ امیر مرکزیہ اور حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی نائب امیر مرکزیہ کی اپیل

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے
○ یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
○ تبلیغ و اقامت دین خصوصاً "عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرہ امتیاز ہے۔
○ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۲۰ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
○ لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو' عربی' انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو ہفت روزہ جرائد شائع ہو رہے ہیں۔
○ صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے' جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
○ ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
○ ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین' تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
○ اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں ہمس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں' زکوٰۃ' صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

کراچی کے احباب نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ اکاؤنٹ نمبر 9-487 میں براہ راست رقم جمع کر کے دفتر کو اطلاع دیں۔

مسائل قربانی

ہر صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے غریب اور قرضدار پر واجب نہیں

قربانی کے جانور کی عمر

بکرا' بکری ایک سال۔ گائے' بیل' بھینس' بھینسا دو سال۔ اونٹ' اونٹنی پانچ سال۔ البتہ فربہ بھیڑ' مینڈھا' دنبہ' دنبی چھ ماہ کا جائز ہے' بشرطیکہ خوب موٹا تازہ ہو۔ اگر ایک سال کے بھیڑ دنبوں میں چھوڑیں تو فرق معلوم نہ ہو۔

○ قربانی کا جانور بے عیب ہو۔ ○ خصی جانور کی قربانی جائز ہے۔ ○ کان قدرتاً" بالکل چھوٹے ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی سینگ نہ ہوں قربانی جائز ہے۔ ○ سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے لیکن جڑ سے نہیں ٹوٹے یا خول اتر گیا لیکن اندر سے محفوظ ہے تو قربانی جائز ہے۔ ○ پیدائشی کان نہ ہوں یا تھے مگر تہائی یا اس سے زائد کٹ گئے' قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور اندھا' کانا یا ایک آنکھ کی تہائی یا اس سے زائد روشنی ضائع ہو جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کے ابتدا ہی سے دانت نہ ہوں تو قربانی جائز نہیں۔ ○ جانور کی تہائی سے زائد دم کٹ جائے قربانی جائز نہیں۔ ○ لنگڑا جانور جو تین پاؤں پر چلتا ہو یا چوتھا پاؤں گھسیٹ کر چلتا ہو' قربانی جائز نہیں۔ ○ گائے' بھینس' اونٹ میں سات آدمی حصہ دار ہو سکتے ہیں' اگر کوئی اکیلا کر دے تو بھی جائز ہے۔ ○ سنت ہے جب جانور ذبح کرنے کے لئے قبلہ رو لٹائے تو یہ دعا پڑھے :

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین ○

○ اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے :

اللهم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد و خلیلک ابراهیم علیهما السلام

○ قربانی کا گوشت تول کر تقسیم کریں' اندازہ سے تقسیم جائز نہیں۔ ○ حصہ دار سب مسلمان ہوں اگر قادیانی یا لاہوری' مرزائی حصہ دار ہو گا تو سب کی قربانی نہ ہو گی۔ ○ مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لئے اگر مرزائی نے جانور ذبح کیا یا اپنی قربانی کا گوشت بھیجا تو اس کا کھانا حرام ہو گا۔ ○ قربانی کی کھال یا گوشت ذبح کرنے کے عوض دینا جائز نہیں۔ ○ قربانی کے جانور کی رسی' زنجیر وغیرہ صدقہ میں دینی چاہئے۔ ○ ذی الحجہ کی نویں تاریخ نماز فجر کے بعد سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک مقیم لوگوں کے لئے اکیلے یا باجماعت ہر فرض نماز کے بعد اونچی آواز سے ایک دفعہ مندرجہ ذیل تکبیرات کہنا واجب ہے اگر امام بھول جائے تو مقتدی خود تکبیر شروع کر دیں۔

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

○ یکم ذی الحجہ سے لے کر قربانی سے فارغ ہونے تک قربانی کرنے والا حجامت نہ کرائے تاکہ حج کرنے والوں سے مشابہت ہو جائے۔ ○ نماز عید کے لئے گھر سے نکلیں تو تکبیرات قدرے بلند آواز کے ساتھ کہتے جائیں۔ ○ ایک راستہ سے جائیں دوسرے سے آئیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان شہر فون : 514122
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش کراچی فون : 7780337